خطبات ارشدی

Part - 12

فضیلۃ الشیخ دکتور ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, KSA),
MBA, PhD from Switzerland.
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
www.askislampedia.com | www.abmqurannotes.com | www.askmadani.com
+91 92906 21633 (WhatsApp only)

فہرست

رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت کے چند درخشاں پہلو 2

محمد ﷺ ساری انسانیت کے لئے اسوہ ونمونہ 26

انبیائے کرام علیہم السلام کے آنسو اور ان کا پیغام 56

شبِ معراج میں کیا ہوا؟ 82

رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت کے چند درخشاں پہلو

تمہید

نبی کریم ﷺ پر مختلف جان لیوا حملے اور آپ ﷺ کا اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ سلوک

پہلا واقعہ: جنگ احد میں دشمنوں کے ساتھ آپ کو سلوک

دوسرا واقعہ: طائف والوں کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک

تیسرا واقعہ: طفیل بن عمرو الدوسی کا قبولِ اسلام

نبی کریم ﷺ پر فلمیں اور ہماری ذمہ داری

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کے چار اہم اسباب

آپ ﷺ کے تعلق سے ہمارا عقیدہ

آپ ﷺ کی چار اہم خصوصیات

آپ ﷺ کی رحیمانہ تعلیمات

زمانہ جاہلیت کی پانچ غلامیاں اور نبی کریم ﷺ

نبی کریم ﷺ کی سیرت اور ہماری ذمہ داری

تمہید

اسلام دینِ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے پیغام کو بندوں تک پہنچانے کے لئے نبیٔ رحمت کا انتخاب کیااورآپ ﷺ کی رحمت بلا تفریقِ ملک ووطن، مذہب وملت، خاندان وقبیلہ ہر ایک کے لئے عام تھی۔ آپ ﷺ ہر ایک کے ساتھ حتی کہ حیوانات کے ساتھ بھی رحمت ورافت کا معاملہ کرتے تھے۔ مگر افسوس کہ ایسے نبی جنہیں اللہ تعالی نے نبیٔ رحمت بنا کر بھیجا، کتابِ رحمت سے نوازا ،جن کی زندگی اپنوں، غیروں، انسانوں، حتی کہ بے زبان حیوانوں کے ساتھ بھی رحمت پر مبنی تھی ان پر لوگ دہشت گردی کی تعلیم دینے کا طعنہ کستے ہیں۔

نبی کریم ﷺ پر مختلف جان لیوا حملے اور آپ ﷺ کا اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ سلوک

پہلا واقعہ: جنگ احد میں دشمنوں کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک:

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں 17 مرتبہ آپ ﷺ پر جان لیوا اٹیک ہوا، انہی میں سے ایک حملہ جنگ احد کا ہے. جنگ احد میں مشرکین نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ خالد بن ولید کے دوبارہ حملہ کی وجہ سے سارے مسلمان ادھر ادھر بکھر گئے آپ ﷺ کے پاس سات انصاری صحابہ تھے، وہ کافروں سے آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہوگئے، اس کے بعد دو انصاری صحابہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص آپ ﷺ کا دفاع کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہوگیا، مشرکین نے آپ ﷺ پر کافی حملے کئے ایک مشرک عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ کے سر پر پتھر دے مارا جس کی وجہ سے آپ ﷺ گر گئے، آپ ﷺ کا دانت ٹوٹ گیا، پیشانی اور چہرہ زخمی ہوگیا، آنکھ کے نچلی ہڈی میں خود کی کڑیاں دھنس گئیں، جیسا کہ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ: " أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ المَاءَ، وَبِمَا دُووِيَ، قَالَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهُ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَسْكُبُ المَاءَ بِالْمِجَنِّ، فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ المَاءَ لاَ يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيرٍ، فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ، وَجُرِحَ وَجْهُهُ، وَكُسِرَتِ البَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ "

ترجمہ: "حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سھل بن سعد سے سنا اور وہ اللہ کے رسول ﷺ کے زخم کے بارے میں پوچھ رہے تھے، انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کس طرح اللہ کے رسول ﷺ کے زخم کو دھویا گیا اور کون پانی بہارہا تھا۔ اور کس دوا کا استعمال کیا گیا، انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زخموں کو دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھول سے پانی بہارہے تھے، جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون نہیں تھم رہا ہے تو آپ نے حصیر کا ایک ٹکڑا جلایا اور زخم پر لگادیا اور خون تھم گیا اور آج کے دن آپ ﷺ کا دانت ٹوٹ گیا اور چہرہ زخمی ہوا اور خود سر مبارک پر ٹوٹ گئی۔"

(الراوی: ابو حازم رضی اللہ عنہ صحیح بخاری: 4075)

اس جنگ میں آپ ﷺ کے چہرے اور پیشانی پر کافی زخم آئے تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ ان کے لئے دعا کرتے ہیں:

«رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ»

ترجمہ: "اے اللہ میری قوم کو معاف کردے یقیناوہ مجھے نہیں جانتے ہیں۔"

(الراوی: عبد اللہ رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم المصدر: صحیح مسلم)

دوسرا واقعہ: طائف والوں کے ساتھ آپ ﷺ کا سلوک:

نبی کریم ﷺ مکہ سے طائف کا قصد کرتے ہیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور وہاں کے اوباشوں نے نبی کریم ﷺ پر اتنے پتھر مارے کہ آپ ﷺ لہولہان ہوگئے اور آپ ﷺ کے جسم مبارک سے خون بہنے لگا۔ جب نبی کریم ﷺ طائف سے واپس جارہے تھے تو پہاڑوں کا فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے کہا اے محمد اگر آپ چاہیں تو میں ان طائف والوں کو اخشبین یعنی دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گی اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گی ۔جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

"عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ ؟ قَالَ : " لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ : إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ. فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ. فَقَالَ : ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ ". فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ".

ترجمہ:"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے

دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ بن عبد یا لیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام کو قبول نہیں کیااور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا، تب مجھ کو کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام اس میں موجود ہیں، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی، آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا   صحیح بخاری: 3231)

آج قنوت نازلہ کے لئے لوگ جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں لیکن جب دعوت کیے لئے بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے ہیں۔ فانصرنا علی القوم الکافرین کہتے ہیں لیکن ان کے حق «اللهم اهد قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ» کی دعا نہیں کرتے۔

تیسرا واقعہ: طفیل بن عمرو الدوسی کا قبولِ اسلام

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی جب مکہ آئے تو مکہ والوں نے ان سے کہا کہ آپ محمد ﷺ سے نہ ملیں کیونکہ وہ جادو گر ہے، وہ اپنے جادو کے ذریعہ آدمی کو اس کے باپ، بھائی، بیوی اور خاندان والوں سے دور کرتا ہے۔ یہ باتیں سن کر جب بھی وہ آپ ﷺ کے پاس سے گزرتے تو کانوں میں روئی رکھ لیتے تھے ایک مرتبہ آپ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے آپ کی تلاوتِ قرآن کی آواز نہ چاہتے ہوئے ان کے کانوں میں پڑی اس کے بعد انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی ایک عقلمند آدمی ہوں، شاعر ہوں، اچھے اور برے میں فرق کر سکتا ہوں، میں محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا اور ان کی بات سنوں گا، اگر اچھی رہی تو مانوں گا ورنہ رد کردوں گا۔ اس کے بعد وہ آپ ﷺ کے گھر گئے اور اپنے آنے کا مقصد بتائے تو آپ ﷺ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا تو وہ مسلمان ہوگئے۔ جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس جارہے تھے تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ایک درخوست کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے لوگوں کو اسلام کی دعوت دوں گا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے دعا کی: "اللھم اجعل لہ آیۃ" ترجمہ: "اے اللہ انہیں نشانی عطا فرما"۔ چنانچہ جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچے تو ان کا چہرہ چراغ کی طرح روشن ہوگیا پھر انہوں نے دعا کی اے اللہ اس روشنی کو چہرے کے بجائے کہیں اور منتقل کردے اس کے بعد وہ روشنی آپ کے کوڑے میں منتقل ہوگئی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی والدین نے اسلام قبول کیا لیکن قوم نے آپ کی بات نہیں مانی۔ پھر حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! میری قوم والوں نے میری بات نہیں مانی آپ ان پر بد دعا کیجئے لیکن آپ ﷺ بد دعا کرنے کے بجائے انہیں دعا دیتے ہیں: "اللھم اھد دوسا" جیسا کہ ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ»"

ترجمہ:"حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبیلہ ءدوس ہلاک ہوا اس نے نافرمانی کی اور انکار کیا آپ اللہ سے ان کے لئے بدعا کیجئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے یہاں لے آ۔"

(الروی: ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ صحیح بخاری: 4392)

محمد بن قاسم کا قبیلہ:

سندھ کے بادشاہ راجہ داہر کے سپاہیوں نے دھوکہ سے سندھ کے بندرگاہ دبیل سے ایک جہاز لوٹ لیا جس میں مسلمان یتیم اور بیوہ عورتیں تھیں۔ اس بادشاہ کے ظلم و ستم سے خود وہاں کی رعایا پریشان تھی۔ جب یہ خبر حجاج بن یوسف کو ملی تو اس نے محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا انہوں نے راجہ داہر سے جنگ کرکے سندھ پر فتح حاصل کی اور اس ظالم بادشاہ سے لوگوں کو نجات دلائی۔ اور وہاں اسلامی تعلیمات کو عام کیا۔

بہرکیف محمد بن قاسم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ طائف کے قبیلہ ءثقیف سے تعلق رکھتے تھے، آج ہندوستان میں 20 کروڑ کی آبادی جو ایک اللہ کی عبادت کر رہی ہے یہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا کا نتیجہ ہے، اگر اللہ کے رسول ﷺ طائف والوں پر بدعا کرتے تو شاید آج ہم اسلام کی نعمت سے محروم رہتے، اسی طرح اگر آپ قبیلہ ءدوس پر بدعا کرتے تو شاید ہم حدیث کے ایک اہم ذخیرہ سے محروم رہتے تھے۔

درحقیقت نبی کریم ﷺ سارے جہاں والوں کے لئے زحمت نہیں رحمت بناکر بھیجے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"

ترجمہ:"ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بناکر بھیجا۔"(الانبیاء: 21/107)

آپ ﷺ نے جانی دشمنوں تک کو معاف کر دیا، گالیاں دینے والوں کو دعائیں، پتھر برسانے والوں پر پھول برسایا آج ایسے نبی کو دہشت گرد کہا جارہاہے۔ سلام اس پر جس نے گالیاں کھاکر دعائیں دیں سلام اس پر جس نے پتھر کھاکر پھول برسائے

نبی ﷺ پر فلمیں اور ہماری ذمہ داری:

ڈچ زبان میں الفتنۃ کے نام ایک فلم سے بنائی گئی ہے جو 17 منٹ کی ہے۔ نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ پر اعتراض کرنے والے اگر وہ انصاف پسندی کے ساتھ مذکورہ ایک واقعہ پر غور کریں تو وہ ہرگز آپ ﷺ کو پرافٹ آف ٹررازم (دہشت گردی کی تعلیم دینے والے نبی) نہیں کہیں گے۔ وہ آپ ﷺ پر اعتراض کرنے کی کبھی جرات نہیں کریں گے۔

ایسے حالات میں میری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ ہم ویب سائٹ، ٹی وی، ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ دفاعِ اسلام اور دفاعِ محمد ﷺ کا فریضہ انجام دیں۔

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کے اسباب:

نبی کریم ﷺ کی سیرت رحمت سے بھری ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود لوگ آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اس کے تین اہم اسباب ہیں:

پہلا سبب: جہالت:

بعض لوگ نادانی اور جہالت کی وجہ سے آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، جیسے کہ عبد اللہ بن عبد اللہ الترجمان نے قبول اسلام سے قبل ایک کتاب لکھی جس کا نام پرانسلم ٹو میڈا ہے اس میں انہوں آپ ﷺ کے خلاف بہت کچھ لکھا لیکن جب ان پر حق واضح ہو گیا تو وہ مشرف بہ اسلام

ہوئے اور ایک کتاب لکھی جس کا نام "تحفة الأريب في الرد على أهل الصليب" ہے۔ اس میں انہوں نے مسیحیت پر رد کیا اور آپ ﷺ کی نبوت کو ثابت کیا۔

اسی طرح بنجامین داود نے اپنی پی ایچ ڈی کا ٹاپک " محمد ﷺ كما ورد في كتب اليهود والنصارى "(یہود و نصاری کی کتابوں کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی) انتخاب کیا اور یہ اپنی پی ایچ ڈی مکمل کرنے سے پہلے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

دوسرا سبب: حسد:

بعض لوگ آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں، بغض و عناد، حسد اور دشمنی کی وجہ سے کرتے ہیں اور عام طور پر یہ رویہ یہودیوں کا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"

ترجمہ: " ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد و بغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں، تم بھی معاف کرو اور چھوڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے۔ یقیناً اللہ تعالے ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"(سورۃ البقرۃ:109-2)

دوسری جگہ فرمایا:

"أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا"

ترجمہ: "یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، پس ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے۔" (سورۃ النساء:54-4)

ایک اور جگہ فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ"

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ۔ (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہارے لئے آیتیں بیان کر دیں۔" (سورۃ آل عمران:118-3)

تیسرا سبب: بری عادت کی لت:

اگر کسی آدمی کو کسی بری چیز کی عادت پڑھ جاتی ہے تو یہ عادت اس کی فطرت بن جاتی ہے، مثال کے طور پر ایک شخص نے مجھ سے آ کر کہا، ارشد بھائی مجھے شراب کی بہت بری عادت ہے مجھے کوئی نسخہ بتایئے تا کہ میں شراب چھوڑ دوں۔ میں نے اس سے کہا اللہ سے دعا کرو اور تل بھی کھا لیا کرو۔ امید ہے کہ آپ کی شراب کی لت چھوٹ جائے گی۔ پھر وہ کچھ دنوں کے بعد آ کر مجھ سے کہا ارشد بھائی میں نے شراب پینا چھوڑ دیا ہے۔ میں نے الحمد للہ کہا۔ پھر اس نے کہا ارشد بھائی شراب کی عادت تو چلی گئی لیکن تل کی عادت پڑھ گئی ہے۔

اسی طرح رات دن بائبل پڑھنے والے کو انبیاء کا مذاق اڑانے کی عادت پڑھ گئی ہے کیونکہ بائیبل میں انبیاء کرام کا مذاق اڑایا گیا سورۃ النساء میں فرمایا:

"فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلا وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا "

ترجمہ:"(یہ سزا تھی) بہ سبب ان کی عہد شکنی کے اور احکام الٰہی کے ساتھ کفر کرنے کے اور اللہ کے نبیوں کو ناحق قتل کر ڈالنے کے، اور اس سبب سے کہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے۔ حالانکہ دراصل ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی ہے، اس لئے یہ قدر قلیل ہی ایمان لاتے ہیں. اور ان کے کفر کے باعث اور مریم پر بہت بڑا بہتان باندھنے کے باعث۔" (سورۃالنساء:156-155/4)

آج بھی یہ لوگ اپنی عادت سے مجبور ہو کر ڈنمارک اور مختلف جگہوں پر نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں۔ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی صحیح سیرت لوگوں میں عام کریں۔

چلیئے میں آپ کے سامنے نبی کریم ﷺ کی سیرت کے چند پہلو ذکر کر دیتا ہوں تاکہ آپ جب بھی غیر مسلموں کو ملیں تو انہیں بتا سکیں کہ نبی کریم ﷺ کی شخصیت تمام دنیا کی مخلوقات میں سب سے بہترین اعلیٰ وارفع شخصیت ہے۔

آپ ﷺ کے بارے میں ہمارا عقیدہ:

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کے جتنے بھی چرند پرند، جانور، جمادات ونباتات، انسان، جن، شیاطین ،ملائکہ ہیں ان مخلوقات میں سب سے افضل انسان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ "

ترجمہ:"یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی۔"(سورۃالاسراء:70/17)

انسانوں میں بھی سب سے زیادہ فضیلت والے انبیائے کرام علیہم السلام

ان تمام انبیاء میں 5 الولعزم انبیاء علیہ السلام ہیں اور وہ پانچ حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ،حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان میں دو انبیاء حضرت ابرہیم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کو خلیلان کہا جاتا ہے۔اور ان دونبیوں میں افضل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

ترجمہ:"میں کل روز قیامت اولاد آدم کا سردار رہوں گا۔"

(الراوی:ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المحدث:مسلم المصدر: صحیح مسلم:2278)

کیا انبیاء علیہ السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت دے سکتے ہیں؟

ہم انبیاء علیہ السلامک کو ایک دوسرے پر فضیلت دے سکتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ اس سے دوسرے نبی کی تنقیص نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ "

ترجمہ:"یہ رسول،ہم نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی،ان میں سے کچھ وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور ان کے بعض کو اس نے درجوں میں بلند کیا۔"(سورۃ البقرۃ:2/253)

تنقیص کی نیت سے جائز نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ "

ترجمہ:"اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔"(سورۃ البقرۃ:2/285)

آپ ﷺ کی چار اہم خصوصیات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر چار ایسی اہم خصوصیات پائی جاتی ہیں، جو کسی اور میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

نبی ﷺ کی پہلی خصوصیت: تاریخیت

نبی ﷺ کی پہلی خصوصیت تاریخیت ہے یعنی نبی کریم ﷺ کی زندگی تاریخی اعتبار سے جتنی محفوظ ہے، دنیا میں اتنی محفوظ زندگی کسی اور کی نہیں ہے۔ اگر آج آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے بارے میں پڑھنا چاہتے ہے تو اس کی کافی تفصلات صحیح احادیث میں موجود ہیں اور انہیں پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں، ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داندانِ مبارک، کان، ناک، پلک، مسکراہٹ، اٹھک بیٹھک، وضو، نماز، حج، زکوۃ، روزے، وغیرہ کے بارے میں کافی تفصلات موجود ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ہم کسی بھی بڑی شخصیت سے کہیں گے کہ ہم آپ کی مکمل پیدا ہونے سے لے کر مرتے دم تک کی زندگی کو کیمروں کے ذریعہ محفوظ کریں گے۔ وہ کہے گا آپ اس طرح نہیں کرسکتے، کیونکہ میں گھر میں الگ رہتا ہوں اور باہر الگ رہتا ہوں۔ لیکن نبی ﷺ کی اندورنی اور بیرونی دونوں زندگی محفوظ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کا کردار جو گھر میں تھا وہی باہر بازار اور مسجد میں تھا۔

اسپر نگر کا قول:

اسپر نگر ایک بہت بڑا مستشرق ہے جب اس نے الاصابہ کا ترجمہ انگلش میں کیا جو کہ کلکتہ سے شائع ہے۔ اس نے اس کے مقدمے میں لکھا کہ مسلمانوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ جتنا چاہیں روزانہ فخر کریں کیونکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سیرت کو محفوظ کرنے کے لیے پانچ لاکھ انسانوں کا ڈیٹا جمع کیا ہے۔

اسماء الرجال پر کافی کتابیں لکھی گئیں ہیں جیسے تاریخِ ابن عساکر 99 جلدوں ، تاریخِ خطیب بغدادی 40 جلدوں ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی التاریخ الاسلامی 50 جلدوں ، علامہ محمد مزی کی التھذیب الکمال 50 جلدوں پر مشتمل ہے۔

صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو محفوظ کرنے کے لئے اتنا محنت کیا گیا ہے۔ شیخ صویان نے صحائف الصحابہ نامی ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے احادیث کے ان صحائف کا ذکر کیا ہے جو صحابہ نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور ان میوزیم کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں یہ صحائف ہیں۔ اگر ان صحائف کو صحیح بخاری سے ٹیلی کیا جائے تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں آئے گا۔ شارجہ اور برلن کے میوزیم میں ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی نسخہ آج بھی موجود ہیں۔ اور قرآن مجید کی حفاظت میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے اس کی بھی مکمل طور پر حفاظت کی گئی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں قرآن مجید کا جو نسخہ تھا اگر اس کو آج کے نسخہ سے ٹیلی کرلیں تو ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں آئے گا۔

آپ کی اتنی محفوظ سیرت کا حق پہنچتا ہے کہ یہ سیرت قیامت تک کیلئے مشعل راہ بنے جس طرح اللہ تعالی نے اپنی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اسی طرح آپ کی سیرت کی حفاظت کی بھی ذمہ داری لی ہے۔

نبی کی دوسری خصوصیت: جامعیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری خصوصیت آپ ﷺ کی جامعیت ہے یعنی آپ کی سیرت میں زندگی کے ہر میدان میں ہر ایک لئے رہنمائی کا سامان موجود ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر ہم دوسری شخصیات کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی کا ایک شعبہ کامل نظر آتا ہے تو دوسرا شعبہ ناقص نظر آتا ہے۔

لیکن ﷺ کی سیرت بیت الخلاء میں بیٹھنے سے لے کر حکومت کی گدی پر بیٹھنے تک ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک کامل نمونہ ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

ترجمہ:" یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔" (سورۃ الاحزاب 33/21:)

نبی کریم ﷺ کی تیسری خصوصیت: اکملیت:

آپ ﷺ کے معجزات

اللہ تعالی نے سابقہ انبیاء کو جتنے معجزے عطا کیا تھا وہ سارے معجزے آپ ﷺ کو بھی عطا کئے گئے، جیسے عیسی علیہ السلام اگر مردوں کو زندہ کرتے تھے تو آپ ﷺ کے لئے بے زبان بول پڑتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کے زمانے میں ایک لکڑی تھی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کے خطبہ دیتے تھے جب آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو وہ بچے کی طرح رونے لگی، سو یہ نبی ﷺ کا معجزہ تھا کہ ایک غیر جاندار جاندار کی طرح حرکت کرنے لگی۔

سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام آسمانوں میں اڑا کرتے تھے ہمارے نبی کریم ﷺ معراج کے موقع پر اڑتے ہوئے وہاں تک پہنچے جہاں جبرئیل علیہ السلام بھی نہیں پہنچے تھے۔

موسی علیہ الصلاۃ والسلام عصاسے اگر پتھر کو مارتے تھے تو پتھروں سے چشمے بہتے تھے ۔ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر مٹکے میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو انگلیوں سے پانی جاری ہوتا تھا۔

موسی علیہ السلام نے عصا کے ذریعہ سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا اسی طرح آپ ﷺ نے انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

۔آپ ﷺ کا ہاتھ ریشم کی طرح نرم و نازک تھا اور اسی ہاتھ میں جنگ کے وقت تلوار بھی رہتی تھی۔

"مَا مَسِسْتُ دِيباجاً ولاَ حَرِيراً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رسُولِ اللَّهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم"

ترجمہ:"میں نے ریشم اور حریر سے زیادہ نرم اللہ کے رسول ﷺ کا ہاتھ پایا۔"

(الراوی:انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحیح بخاری:3561)

غزوہ حنین میں جب سارے مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے تھے تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں تلوار لئے میدان کی طرف بڑھ رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

"انا النبي لا كذب ۔انا ابن عبدالمطلب"

ترجمہ:"(میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں)۔"

آپ ﷺ میں ظالم کا ہاتھ پکڑنے کے لئے سختی بھی تھی اور مظلوم کو تسلی دینے کے لیے رحمت بھی تھی۔کسی شاعر نے کہا

حسنِ یوسف دمِ عیسی یدِ بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

نبی کریم ﷺ کی چوتھی خصوصیت: عملیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی جگہ پر شریعت کو نافذ کیا جہاں ایسا کرنا تقریباً ناممکن تھا ۔انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے الفاظ ہیں کہ اس زمانے کے دو متمدن ملک تھے جنہوں نے کہا کہ عرب

ایک غیر متمدن ملک ہے اوراس کو کوئی سدھار نہیں سکتا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کی ایسی تربیت کی اونٹوں کے چرواہے جہاں بان بن گئے۔ الطاف حسین حالی کہا:

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا

کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا

پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

عرب کی زمین جس نے پوری ہلا دی

ہم کہتے ہے کہ آپ ﷺ عرب کی ہی نہیں بلکہ پورے عالم کی زمین ہلا دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو صرف فلسفہ نہیں دیا بلکہ اس کو اپلائی کرکے بھی دیکھایا۔

آپ ﷺ کی رحیمانہ تعلیمات

آپ ﷺ کی رحمت انسانوں کے لئے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے لوگوں کے لئے رحمت بن کر آئے تھے اور آپ کو ہمیشہ اپنی امت کی فکر دامن گیر ہوتی تھی اور اپنی امت کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمزوروں کا بہت خیال رکھتے تھے اور ہمیشہ ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ نبوت سے قبل جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو پہلی مرتبہ دیکھ کر گھبرا گئے اور دوڑتے ہوئے گھر آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ"

ترجمہ: "ہرگز نہیں اللہ کی قسم اللہ تعالی آپ کو کبھی تباہ وبرباد نہیں کریں گے، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مفلسوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مشکل وقت میں آپ حق کا ساتھ دیتے ہیں۔"

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صحیح بخاری: 3)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹوں پر شفقت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا"

ترجمہ: "جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

(الراوی: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ المحدث: ابوداؤد المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 4943 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت غیر مسلم معاھد کے لئے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غیر مسلم کو قتل کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

" مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ "

ترجمہ:"جس نے کسی ایسے غیر مسلم کو قتل کیا جس نے اسلامی حکومت سے ایگریمنٹ کیا ہے تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔"

(الراوی:عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ صحیح بخاری:3166)

آپ ﷺ کی رحمت جنوں کے لئے:

نبی کریم ﷺ جنوں پر بھی مہربان تھے اسی لئے آپ ﷺ نے گوبر اور ہڈیوں سے استنجا کرنے سے منع کیا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ»

ترجمہ:" گوبر اور ہڈیوں سے استنجامت کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے۔"

(الراوی:عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المحدث:مسلم المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:450)

آپ ﷺ کی رحمت فرشتوں کے لئے ؟:

آپ فرشتوں کے لئے بھی رحمت تھے اسی لئے آپ نے مسجد جاتے ہوئے کچی پیاز اور لہسن کھانے سے منع کیا کیونکہ اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ "

ترجمہ:"جو کوئی لہسن یا پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے بیشک جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ان سے فرشتوں کو بھی ہوتی ہے۔"

(الراوی: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث
:564)

آپ ﷺ کی رحمت جانوروں کے لئے:

آپ ﷺ نے ہمیں جانوروں پر بھی رحم کرنے کا حکم دیا ہے اور اسلام میں بلاضرورت کسی بھی جانور کو مارنے سے منع کیا گیا اور ضرورت کے وقت جب کسی جانور کو ذبح کرتے ہیں تو اس کو اچھے طریقہ سے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ "

ترجمہ: "بیشک اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان لکھا ہے جب تم کسی چیز کو مارو تو اچھے طریقہ سے مارو اور جب تم کسی چیز کو ذبح کرو تو اچھے طریقہ سے ذبح کرو اور اپنی چاقو تیز کرلے۔"

(الراوی: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث
:1955)

آپ ﷺ کے پاس جانور بھی اپنے مالکوں کے خلاف شکایت کرتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا النَّاسِ، وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ هَدَفًا، أَوْ حَائِشَ نَخْلٍ، قَالَ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ، فَقَالَ: «مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ، لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟» ، فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لِي يَا رَسُولَ

اللَّهِ. فَقَالَ: «أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا؟، فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ"

ترجمہ:"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیا پھر مجھے راز کی ایک بات بتائی جسے میں بیان نہیں کروں گا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بشری ضرورت کے تحت چھپنے کے لئے دو جگہیں بہت پسند تھیں اونچی جگہ یا درختوں کا جھنڈ۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کسی انصار کے باغ میں گئے سامنے ایک اونٹ نظر آیا اور اس کے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے نبی ﷺ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا یہ کس کا اونٹ ہے ایک انصاری نوجوان نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میرا اونٹ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانوروں کے تعلق سے اللہ سے نہیں ڈرتے جن کا اللہ تعالی نے تمہیں مالک بنایا ہے اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اسے تھکاتے ہو۔"

(الراوی: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ المحدث: ابو داؤد المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 2549 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

زمانہ جاہلیت کی غلامیاں اور نبی ﷺ

زمانۂ جاہلیت میں 5 بڑی ایسی غلامیاں تھیں جسکی زنجیروں میں لوگ جکڑے ہوئے تھے آپ ﷺ ان تمام کو توڑ کر لوگوں کو اس سے آزاد کیا۔

پہلی غلامی: شرک:

آپ ﷺ کی بعثت سے قبل لوگ شرک وبت پرستی کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ عبادت صرف اللہ تعالی کی ہو گی۔ ہم صرف ایک اللہ کے آگے

جھکیں گے۔ یہ ساری کائنات، سولار سسٹم سورج چاند ہمارے خادم اور نوکر ہیں۔ اللہ تعالی نے انہیں ہمارے فائدے کے لئے پیدا کیا نہ کہ عبادت کے لئے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ [12]وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"

ترجمہ: "اللہ وہ ہے جس نے تمھاری خاطر سمندر کو مسخر کر دیا، تاکہ جہاز اس میں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ [12] اور اس نے تمھاری خاطر جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے مسخر کر دیا، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔ (سورۃ الجاثیۃ:13-12/ 45)

دوسری غلامی: غلط فیملی سسٹم:

زمانۂ جاہلیت میں نکاح، طلاق، خلع، وراثت وغیرہ کا کوئی سسٹم نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو ایک صحیح اور مضبوط فیملی سسٹم دے کر انہیں اس غلامی سے نجات دلایا۔

تیسری غلامی: بری عادت:

زمانۂ جاہلیت میں لوگ شراب، جوا، زنا، بدکاری، ظلم، بچیوں کو زندہ در گور کرنا جیسی برائیوں کا شکار تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی ایسی تربیت کی کہ وہ سارے برائیوں سے توبہ کر لیئے اور کبھی زندگی میں ان برائیوں کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھے۔

چوتھی غلامی: غلط معاشی نظام:

زمانۂ جاہلیت میں لوگ غلط اور حرام طریقہ سے روزی حاصل کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اس سے روکا اور کسب حلال پر ابھارا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"

ترجمہ:"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"(سورۃ الاعراف:-158-157/ 7)

پانچویں غلامی: دہشت گردی اور افراتفری:

زمانۂ جاہلیت میں لڑائی جھگڑا اور ظلم و ستم عام تھا اور یہاں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا معاملہ تھا، بھائی اپنے بھائی کے خون کا پیاسا تھا آپ ﷺ نے ان کے ظلم اور دشمنی کو ختم کرکے ایک پرامن معاشرے کی تشکیل دی۔

آپ ﷺ کی سیرت ہماری ذمہ داری:

ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم سیرت رسول (قرآن اور حدیث) کو لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اور لوگوں کو بتائیں کہ آج کے مصائب و مسائل کا حل صرف آپ ﷺ کی سیرت میں موجود ہے اور آپ ﷺ کی بعثت سارے جہاں والوں کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ کی سیرت، قرآن مجید اور صحیح احادیث کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے آمین۔

نوٹ: اگر آپ اس بیان کو ویڈیو کی شکل میں سننا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں:

https://youtu.be/6UmfdBkTaO0part1

https://www.youtube.com/watch?v=xA6pDTLLLmcpart2

https://www.youtube.com/watch?v=mDfG9gwWypart3

https://www.youtube.com/watch?v=24mlAlHnixopart4

محمد ﷺ ساری انسانیت کے لئے اسوہ و نمونہ

تمہید

آپ ﷺ کی رسالت ساری انسانیت کے لئے ہے

سابقہ آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کے تعلق سے پیشن گوئیاں

آپ ﷺ کی رحمت انسانوں کے لئے

آپ ﷺ کی رحمت فرشتوں کے لئے

آپ ﷺ کی رحمت جنوں کے لئے

آپ ﷺ کی رحمت جانوروں کے لئے

نبی کریم ﷺ پر فلمیں

ہماری ذمہ داری

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب: الجواب الصحیح لمن بدل عن دین المسیح

سبب تالیف

عیسائیوں کا پہلا اعتراض: آپ ﷺ سارے جہاں کے لئے نہیں صرف امیوں (عرب) کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں

عیسائیوں کا دوسرا اعتراض: قرآن مجید سارے انسانوں کے لئے ہے تو اسے ساری زبانوں میں نازل ہونا چاہیے تھو، یہ صرف عربی میں ہی کیوں اتارا گیا

آپ ﷺ کے بارے میں ہمارا عقیدہ

آپ ﷺ کے نام کا معجزہ

آپ ﷺ کی جامع شخصیت

آپ ﷺ کو سابقہ انبیاء کے بھی معجزے دیئے گئے تھے

آپ ﷺ ہی سارے جہاں والوں کے لئے نمونہ اور آخری رسول ہیں اس کے لئے چھ مضبوط دلائل

پہلی دلیل :رسول اللہ ﷺ کا خود کہنا میں سارے جہاں والوں کے لئے نمونہ اور آخری رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں

دوسری دلیل: آپ ﷺ کی زندگی مکمل طور پر محفوظ ہے

تیسری دلیل: آپ ﷺ زندگی کے ہر مرحلہ میں اسوہ اور نمونہ ہیں

چوتھی دلیل: آپ ﷺ زندگی کے ہر ڈپارٹمنٹ میں ہر ایک کے لئے نمونہ ہیں

پانچویں دلیل: آپ ﷺ کی سیرت قابل ایمپلی منٹ ہے

چھٹی دلیل: اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی ایسی خصوصی تربیت کی کہ آپ ﷺ سارے جہاں والوں کے لئے نمونہ بن سکیں

امت تک دین کو پہنچانے میں آپ ﷺ کی دیانتداری

تمہید:

آج کے دور میں ہر مذہب اور اس کے متبعین یہ باور کرانے کی کوشش میں لگے ہیں کہ اس کے مذہب کے Founder اور بانی ساری انسانیت کے لئے نمونہ، نجات دہندہ اور مسیحا ہیں۔ مثال کے طور پر آپ بدھسٹ کو دیکھیں وہ یہ باور کروانا چاہ رہے ہیں کہ گوتم بدھ سارے انسانوں کا درد اپنے سینے میں رکھتے تھے اور انہوں نے انسانوں کو تکلیف سے بچایا ہے۔ یہودی موسی علیہ السلام کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور عیسائی عیسی علیہ السلام کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور یہ لوگ اپنے کار کے پیچھے لکھے ہوتے Jesus loves you یعنی عیسی علیہ السلام آپ سے محبت کرتے ہیں الغرض ہر مذہب کے ماننے والے اپنے بانی کو ساری انسانیت کا مسیحا ور ہبر بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ لیکن مسلمان اس معاملے میں دوسروں سے پیچھے نظر آرہے ہیں آج ہم غیر شعوری طور پر اپنی کتابوں کے نام ہمارے رسول اور ہمارے نبی رکھتے ہیں ہم نے نبی کریم ﷺ کو مسلمانوں تک محدود کردیا ہے اس سے غیر مسلموں میں یہ تاثر جارہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمانوں کے نبی ہیں۔ جب کہ آپ ﷺ حقیقت میں ساری انسانیت کے لئے پیغمبر و مسیحا ہیں

۔

میں ہائی ٹیک سٹی میں as a business development manager کام کرتا ہوں۔ وہاں ہم Pants اور white socks پہننے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ واضح طور سے یہ دکھائی دے کہ ہم نے اپنے کپڑے ٹخنوں سے اوپر رکھا ہے اور غیر مسلم حضرات پوچھیں کہ کیا یہ کوئی نیا فیشن نکلا ہے؟ اس پر ہم کہیں گے یہ نیا فیشن نہیں بلکہ یہ بہت اڈوانس فیشن ہے اور مستقبل میں دنیا اسی کو اپنانے والی ہے۔ ہم اسلامی تعلیمات شرما کر اپنانے کے بجائے فخر سے اپنانے کی کوشش کریں۔

ہائی ٹیک سٹی میں میری ملاقات بہت سارے ہندو، کرسچن بھائیوں سے ہوتی ہے تو ایک مرتبہ ایک ہندو بھائی نے جو کہ اعلی عہدے پر فائز تھا مجھ سے پوچھا کہ مسلمان داڑھی کیوں رکھتے ہیں؟ اور ٹخنوں سے اوپر کپڑا کیوں رکھتے ہیں؟ اور اپنی خواتین کو پردہ کیوں کرواتے ہیں؟ تو میں نے جواب میں کہا کہ ہم مسلمان داڑھی، ٹخنوں سے اوپر کپڑے اور اپنی خواتین سے پردہ اس لئے کراتے ہیں کہ آپ کے رسول نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے تعجب سے کہا میرے رسول ! what are you saying تم کیا کہہ رہے ہو؟ یہ تو میرے لئے بالکل اجنبی جملہ ہے۔ اس پر میں نے کہا: ہاں آپ کے رسول داڑھی چھوڑنے، ٹخنوں سے اوپر کپڑے رکھنے، خواتین کو حجاب پہننے اور اسلام فالو کرنے کا حکم دیئے ہیں۔ اس نے کہا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: کیا آپ نے رگ وید ھن نمبر 13 اور ورس نمبر 3، رگ وید بک نمبر 1 ھن نمبر 18 اور ورس نمبر 9، رگ وید بک نمبر 3 ھن نمبر 2 اور سطر نمبر 3، رگ وید بک نمبر 5، ھن نمبر 2 اور سطر نمبر 2، رگ وید بک نمبر 7 ھن نمبر 2 اور سطر نمبر 2، یجر وید 37 vers No 57، یجر وید capter number20، یجر وید 33 vers No 31capternumber، یجر وید capter number 30، vers No 55capter number21، ساما وید ایک نمبر 2 ھن 6، سطر 8 نہیں پڑھے؟ اس میں ایک لفظ نراشنسا آیا ہے، نرا کا مطلب مرد ہے، شنسا کا مطلب ایسا شخص جس کی خوب تعریف کی جائے، عربی میں اس کا ترجمہ محمد ﷺ ہوتا ہے۔ آپ کی مذہبی کتابوں کے حساب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بھی نبی ہوئے۔ اور آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمات فالو کرنا ہوگا۔ اس طرح وہ صاحب میری بات برابر ایک گھنٹہ تک دلچسپی سے سنتے رہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک عیسائی نے میری پائنٹ ٹخنہ سے اوپر دیکھ کر ایسا ہی سوال کیا کہ آپ پائنٹ ٹخنہ سے اوپر کیوں پہنتے ہیں؟ داڑھی کیوں رکھتے ہیں؟ اس کو بھی میں وہی جواب دیا کہ آپ کے رسول محمد ﷺ نے ہمیں یہ کرنے کا حکم دیئے ہیں جس کا ذکر آپ کی کتابوں میں ہے

chapter No 18 ,vers 18 ,song of soloman deuteronomy new نیاعہد نامہ old testament پرانا عہد نامہ,chapter No 5 ,vers 16 ان تمام میں gospel of john capter no 14 vers 16,17,18testament نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ذکر ہے۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رسالت ساری انسانیت کے لئے ہے:

اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عالمگیر پیغمبر ہیں اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کو جہنم سے بچانے کے لیے بھیجے گئے تھے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ"

ترجمہ:"ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔"(سورہ سبا:34/28)

آپ سے پہلے جو بھی نبی آئے انہوں نے یا قومی! (اے میری قوم) کہا،عیسی علیہ السلام کو عیسائیوں کی طرف، موسی علیہ السلام کو یہودیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا لیکن محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بارے کہا گیا کہ آپ کو سارے جہاں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا۔

سابقہ آسمانی کتابوں میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تعلق سے پیشن گوئیاں:

اللہ تعالی سابقہ کتب ساویہ میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تعلق سے پیشن گوئی کی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ

آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"

"جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ۔"(سورۃ الاعراف:-158-157/7)

داؤد بنجامین کلدانی نامی کرسچن تھا اس نے phd کرنا چاہا۔اس phd کے ذریعہ قرآن اور مسلمانوں کو جھوٹا ثابت کرنا چاہا۔ کیونکہ مذکورہ آیت کے علاوہ قرآن کے کئی آیات جس میں کہا گیا ہے کہ تورات اور انجیل میں آپ ﷺ کا ذکر موجود ہے۔ اور کئی اہل علم نے اس پر کتابیں بھی لکھی ہیں جیسے علامہ ابن تیمیہ نے ایک کتاب لکھی "**الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح** "-یہ کتاب 3500 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کی 35 پیشنگوئیاں ذکر کی گئی ہیں جس کا ذکر تورات اور انجیل میں ہے، اس کتاب کو پڑھ کر کئی عیسائی مسلمان ہوگئے۔ اور علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے "**هداية الحيارى في اجوبه اليهود والنصارى**" کتاب لکھی جو 300 صفحات پر

مشتمل ہے اور اس میں 20 سے زیادہ نبی ﷺ کی پیشنگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن الصنھاجی القرافی رحمہ اللہ نے "**الأجوبة الفاخرة عن الاسئلة الفاجرة**" کتاب لکھی جس میں نبی کریم ﷺ کی 55 پیشنگوئیاں ذکر کی گئی ہیں جو بائیبل میں مذکور ہیں۔ علامہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے" اظہارالحق" میں آپ ﷺ کی 18 پیشنگوئیوں کا ذکر ہے۔ داؤد بنجامین کلدانی قرآن اور مسلمانوں کی ان تمام کتابوں پر جن میں کہا گیا کہ محمد ﷺ کا ذکر تورات وانجیل کے اندر موجود ہے رد کرنا چاہا۔ لیکن وہ اپنی phd کا مقالہ مکمل کرنے سے پہلے مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ ان کے مقالے کا نام محمد ﷺ فی الکتاب المقدس ہے اور اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ موجود ہے۔ ان کا نیا نام عبدالاحد ہے لیکن کتاب پر ان کا پرانا نام بنجامین لکھا ہوا ہے۔ یہ بتلانے کے لئے کہ یہ ریسرچ مسلمان ہونے سے پہلے کی ہے جس کی بنیاد پر وہ مسلمان ہوئے۔

اگر ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت اور محمد ﷺ کی سیرت کی حفاظت کے لیے اپنا ٹائم نہیں نکالیں گے تو اللہ سبحانہ وتعالی یہ کام کسی اور سے لے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی حفاظت کا کام ابابیل پرندوں سے لیا اور دعوت کا ہدہد پرندے سے لیا۔ سو ہم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اللہ تعالی کو ہماری ضرورت نہیں ہے۔

الغرض نبی کریم ﷺ صرف مسلمانوں کے نبی نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ پر جتنا حق مسلمانوں کا ہے اتنا ہی حق غیر مسلموں کا بھی ہے، قرآن مجید پڑھنے کا جتنا حق مسلمانوں کا ہے اتنا ہی حق غیر مسلموں کا بھی ہے۔

آپ ﷺ سارے جہاں والوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اگر مستقبل میں انسان جوپیٹر jupiter اور مارس mars میں بسیرا کرلے تو ان کے لئے بھی آپ ﷺ رسول ہیں۔ لیکن لوگ محمد ﷺ کے عالمگیر پیغام کو نہیں جانتے ہیں۔

آپ ﷺ کی رحمت ساری ہی انسانیت کے لئے عام ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے لوگوں کے لئے رحمت بن کر آئے تھے اور آپ کو ہمیشہ اپنی امت کی فکر دامن گیر ہوتی تھی اور اپنی امت کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے تھے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"

ترجمہ:"ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔"(سورۃ الآنبیاء:107/21)

آپ ﷺ کمزوروں کا بہت خیال رکھتے تھے اور ہمیشہ ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ نبوت سے قبل جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو پہلی مرتبہ دیکھ کر گھبرا گئے اور دوڑتے ہوئے گھر آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ"

ترجمہ:"ہرگز نہیں اللہ کی قسم اللہ تعالی آپ کو کبھی تباہ وبرباد نہیں کریں گے، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مفلسوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مشکل وقت میں آپ حق کا ساتھ دیتے ہیں۔"

(الراوی:ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا المحدث:البخاری المصدر: الجامع الصحیح رقم الحدیث:3)

آپ ﷺ کی رحمت چھوٹوں کے لئے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹوں پر شفقت کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفُ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا"

ترجمہ:"جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

(الراوی:عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ المحدث:ابوداؤد المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث:4943 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

آپ ﷺ کی رحمت غیر مسلم معاھد کے لئے:

آپ ﷺ نے ایک غیر مسلم کو قتل کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ"

ترجمہ:"جس نے کسی ایسے غیر مسلم کو قتل کیا جو ایگریمنٹ کیا ہے تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا۔"

(الراوی:عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ صحیح بخاری:3166)

آپ ﷺ کی رحمت فرشتوں کے لئے:

آپ فرشتوں کے لئے بھی رحمت تھے اسی لئے آپ نے مسجد جاتے ہوئے کچی پیاز اور لہسن کھانے سے منع کیا کیونکہ اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ "

ترجمہ:"جو کوئی لہسن یا پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے بیشک جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ان سے فرشتوں کو بھی ہوتی ہے۔"

(الراوی: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث
(564:

آپ ﷺ کی رحمت جنوں کے لئے:

نبی کریم ﷺ جنوں پر بھی مہربان تھے اسی لئے آپ ﷺ نے گوبر اور ہڈیوں سے استنجا کرنے سے منع کیا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ»

ترجمہ: "گوبر اور ہڈیوں سے استنجامت کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے۔"

(الراوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث: 450)

اس حدیث میں غور طلب بات یہ کہ آپ ﷺ جنوں کی غذا ہڈی اور ان کے جانور کی غذا گوبر کی بھی حفاظت کا حکم دے کر جنوں اور ان کے جانوروں کا بھی خیال کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ کی رحمت جانوروں کے لئے:

نبی اکرم ﷺ کا رحمت کا پیغام صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جانوروں کے لئے بھی ہے آپ ﷺ نے ہمیں جانوروں پر بھی رحم کرنے کا حکم دیا ہے اور اسلام میں بلاضرورت کسی بھی جانور کو مارنے سے منع کیا گیا اور ضرورت کے وقت جب کسی جانور کو ذبح کرتے ہیں تو اس کو اچھے طریقہ سے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ "

ترجمہ:"بیشک اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان لکھا ہے جب تم کسی چیز کو مارو تو اچھے طریقہ سے مارو اور جب تم کسی چیز کو ذبح کرو تو اچھے طریقہ سے ذبح کرو اور اپنی چاقو تیز کرلے۔"

(الراوی: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ   المحدث: مسلم   المصدر: صحیح مسلم   رقم الحدیث: 1955)

آپ ﷺ کے پاس جانور بھی اپنے مالکوں کے خلاف شکایت کرتے تھے جیسا کہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا النَّاسِ، وَكَانَ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ هَدَفًا، أَوْ حَائِشَ نَخْلٍ، قَالَ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ، فَقَالَ: «مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ، لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟» ، فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لِي يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ: «أَفَلَا تَتَّقِي اللهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللهُ إِيَّاهَا؟، فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ"

ترجمہ:"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیا پھر مجھے راز کی ایک بات بتائی جسے میں بیان نہیں کروں گا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بشری ضرورت کے تحت چھپنے کے لئے دو جگہیں بہت پسند تھیں اونچی جگہ یا درختوں کا جھنڈ۔ایک مرتبہ آپ ﷺ کسی انصار کے باغ میں گئے سامنے ایک اونٹ نظر آیا اور اس کے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے نبی ﷺ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا یہ کس کا اونٹ ہے ایک انصاری نوجوان نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میرا اونٹ ہے

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانوروں کے تعلق سے اللہ سے نہیں ڈرتے جن کا اللہ تعالی نے تمہیں مالک بنایا ہے اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اسے تھکاتے ہو۔"

(الراوی: عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ المحدث: ابوداؤد المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 2549 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور شفقت کی نگاہ اس حد تک تھی کہ ایک جنگ کے دوران بعض صحابہ کرام نے چڑیا کے بچوں کو لے لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کس نے ان چڑیا کو ستایا ہے؟ پھر ان کے بچوں کو واپس ان کی جگہ پر رکھنے کا حکم دیا۔

اور اسی طرح کسی نے چیونٹیوں کے بل کو جلا دیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلانے کا حق تو اس کو ہے جس نے آگ کو پیدا کیا ہے، کوئی کسی مخلوق کو جلانے کی کوشش نہ کرے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الْحُمَرَةُ، فَجَعَلَتْ تُفَرِّشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا» وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ: «مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ، قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ"

ترجمہ:"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ ﷺ اپنی حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہم نے ایک چھوٹی چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے تو وہ چڑیا آئی اور انہیں حاصل کرنے کے لئے تڑپنے لگی اتنے میں نبی کریم ﷺ آئے اور فرمایا: کس نے اس کے بچے لے کر اسے تکلیف دی ہے اس کے بچے واپس لوٹا دو اور آپ ﷺ نے

چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جسے ہم نے جلاڈالا تھا آپ ﷺ نے پوچھا کس نے اسے جلاڈالا، ہم نے کہا: ہم نے آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے ذریعہ عذاب کا حق صرف اللہ کا ہے۔"

(الراوی: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المحدث: ابوداؤد المصدر: سنن ابی داؤد رقم الحدیث: 5268 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

نبی ﷺ پر فلمیں:

ایک طرف عیسائی اور Orientalist آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف عرب کا نبی قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور دوسری طرف مستشرقین آپ ﷺ کی شخصیت کو بدنام کرنے کے لئے آپ ﷺ کی فلمیں بنارہے ہیں۔ حتی کہ ڈنمارک میں آپ ﷺ کا کارٹون بھی بنایا گیا تھا۔

ڈچ زبان میں ایک فلم الفتنۃ بنائی گئی ہے جو 17 منٹ کی فلم ہے نعوذ باللہ

دشمنوں کی ناپاک کوشش اور ہماری ذمہ داری:

1979 اپریل 16 ٹائم میگزین کے حوالے کے مطابق ایڈورسٹ جو ایک مستشرق ہے اسکا کہنا ہے کہ صرف 250 سالوں میں اسلام، مسلمانوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، 60000 کتابیں لکھی گئیں۔ اس حساب سے اسلام مسلمانوں اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر پونے دودن میں دو دو کتابیں لکھی گئیں ہیں۔

میں مسلمانوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا ہم نے پونے دودن میں اسلام کے دفاع Defence میں کوئی کتاب لکھی ہے؟

آج سے سو سال پہلے ایک میگزین المقتبس نکلتا تھا جس میں یہ بات بتائی گئی کہ آپ ﷺ کی سیرت پر غیر مسلموں نے 350 کتابیں لکھی ہیں۔ یہ تو سوچئے کبھی تنہائی میں ذرا۔

ایسے حالات میں میری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ ہم ویب سائٹ، ٹی وی، ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ دفاع اسلام اور دفاع محمد ﷺ کا فریضہ انجام دیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب:"الجواب الصحیح لمن بدل عن دین المسیح "

سببِ تالیف:

علامہ ابن تیمیہ ؒ رحمہ اللہ کے زمانے میں چند عیسائیوں نے آپ ﷺ کے تعلق 17 اعتراضات ان کی خدمت میں بھیجے اور کہا کہ اگر آپ ان اعتراضات کا جواب دیں گے تو ہم کلمہ پڑھ لیں گے۔ان کے سوالات کے جوابات میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے" **الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح** "کتاب لکھی جو آج سعودی عرب سے تحقیق کے ساتھ 7 جلدوں اور ساڑھے تین ہزار صفحات میں چھپ چکی ہے۔اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ کتاب لکھنے کے لئے پہلے پوری بائبل پڑھی۔ مصر کے biogrophy لکھنے والے کہتے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت کی تڑپ اس حد تک تھی کہ انھوں نے اس کے لئے خاص طور سے یونانی اور عبرانی زبان سیکھی۔

آج ہم میں کتنے مسلمان ہیں جو اپنا ٹائم دعوتی کام میں لگا رہے ہیں۔ آج ہم معاشی مسائل میں الجھ گئے ہیں جس کی وجہ سے اسلام کا پیغام غیر مسلموں تک نہیں پہنچا پا رہے ہیں۔ آج ہم اپنے کاموں کی ری ڈیزائنگ کریں اور دعوتِ دین پر توجہ دیں۔

عیسائیوں کا پہلا اعتراض: آپ ﷺ سارے جہاں کے لئے نہیں صرف امیوں (عرب) کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس بھیجے گئے 17 اعترضات میں سے ایک اعتراض یہ تھا کہ آپ ﷺ صرف امیوں کے رسول ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ"

ترجمہ:"وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"(سورۃ الجمعۃ:62/2)

اللہ تعالیٰ اس آیت میں خود فرمارہے ہیں کہ اس نے محمد ﷺ کو امیوں کے درمیان بھیجا یعنی محمد ﷺ عرب جو کہ امی تھے ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ سارے جہاں والوں کی طرف۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بڑا پیارا جواب دیا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں "لِلْأُمِّيِّينَ" نہیں بلکہ "فِي الْأُمِّيِّينَ" کہا ہے یعنی آپ عرب کے لئے نہیں بلکہ عرب کے درمیان بھیجے گئے ہیں اور آپ ﷺ کا پیغام سارے جہاں والوں کے لئے ہے۔

عیسائیوں کا دوسرا اعتراض: قرآن مجید سارے انسانوں کے لئے ہے تو دنیا کی ہر زبان میں اترنا چاہئے تھا عربی میں ہی کیوں اتارا گیا؟:

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس Logic کے حساب سے آپ کو بائبل کی تبلیغ کرنا چھوڑنا ہوگا کیونکہ بائبل کس زبان میں نازل ہوئی یہ کسی کو پتہ نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ کو پہلے اپنی زبان معلوم کرنا ہوگا اور اس کے بعد اس کی تبلیغ کرنا پڑے گا۔ اگر مان لیا جائے کہ بائبل عبرانی میں نازل ہوئی ہے تو آپ کی دعوت عبرانیوں تک محدود کی جائے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ فرانس کا رہنے والا ڈاکٹر یا Scientist دوا ایجاد کرتا ہے اور دوا کا Description فرانس کی زبان میں لکھتا ہے اور یہ دوا ہندوستان میں رہنے والے مریض کے کام

آرہی ہے تو یہاں کا ڈاکٹر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں یہ دوا اس مریض کو نہیں دوں گا کیونکہ اس کا Description فرانسیسی میں لکھا ہوا ہے۔ تو اسی طریقہ سے قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے لیکن پوری انسانیت کی بیماریوں کا علاج اس میں موجود ہے اور یہ زبان کی بنیاد پر عرب کے ساتھ خاص کرنا مناسب نہیں ہے۔

دنیا کی کونسی ایسی زبان ہے جس کے ماہرین اس زبان میں موجود 100 صفحات پر مشتمل کوئی کتاب یاد کئے ہوں، بعض زبانیں تو ایسی ہیں جن کے الفاظ زبان پر آتے ہی نہیں ہیں لیکن یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ دنیا میں اس کے لاکھوں حافظ موجود ہیں۔

ابتداء میں نزولِ وحی کے وقت آپ ﷺ قرآن کو تیزی سے پڑھ کر اس کو یاد کرنے کی کوشش کرتے تھے اللہ تعالی آپ ﷺ کو اس سے روکتے ہوئے فرمایا:

" لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ [16] إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ"

ترجمہ:" (اے نبی) آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں [16] اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔"(سورۃ القیامۃ:17-16/75)

اسی طرح اس زمانے میں بھی محمد صلی اللہ وسلم کی شخصیت کو مسلمانوں تک محدود کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایسے میں ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم لوگوں کو بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لئے رسول ہیں آپ ﷺ کی شخصیت سارے جہاں والوں کے لئے اسوہ ونمونہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی خالق ہے اور اللہ کے برابر کوئی ہو ہی نہیں سکتا:

" لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ"

ترجمہ:"اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔"(سورۃ الشوری:11/42)

اور اللہ کی مخلوقات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی نہیں ہوسکتا۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ علیہ نے کہا: بعد از خدا توئی قصہ مختصر

آپ ﷺ کے بارے میں ہمارا عقیدہ:

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کے جتنے بھی چرند پرند، جانور، جمادات ونباتات، انسان، جن، شیاطین ، ملائکہ ہیں ان مخلوقات میں سب سے افضل انسان ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

" وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ "

ترجمہ:"یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی۔"(سورۃ الاسراء:17/70)

انسانوں میں بھی سب سے زیادہ فضیلت والے انبیائے کرام علیہم السلام ہیں

ان تمام انبیاء میں 5 الولعزم انبیاء علیہ السلام ہیں اور وہ پانچ حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ،حضرت موسی علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان میں دو انبیاء حضرت ابرہیم علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کو خلیلان کہا جاتا ہے۔اور ان دونبیوں میں افضل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

ترجمہ:"میں کل روز قیامت اولاد آدم کا سردار رہوں گا۔"

(الراوی:ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ المحدث:مسلم المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث :2278)

کیا انبیاء علیہ السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت دے سکتے ہیں؟

ہم انبیاء علیہ السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت دے سکتے ہیں اس شرط کے ساتھ کہ اس سے دوسرے نبی کی تنقیص نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

" تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ "

ترجمہ:"یہ رسول، ہم نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور ان کے بعض کو اس نے درجوں میں بلند کیا۔"(سورۃ البقرۃ:2/253)

تنقیص کرنا جائز نہیں لہذا ایسی تفریق جائز نہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

" لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ "

ترجمہ:"اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔"(سورۃ البقرۃ:2/285)

آپ ﷺ کے نام کا معجزہ:

قیامت تک آپ ﷺ کے خلاف لاکھوں فلمیں بنائی جائیں اور لاکھوں ابو جہل آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کریں ان سے آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا:

وشق له من اسمه ليجله

وذو العرش محمود وهذا محمد

ترجمہ:"اللہ تعالی نے اپنے ناموں میں سے شق کرکے ایک نام چنا ہے عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ﷺ محمد ہیں۔"

آپ کے نام (محمد) میں ایک بڑا معجزہ ہے، قیامت تک نبی ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی کر ہی نہیں سکتا کیونکہ محمد میں کثرت تعریف کا معنی ہوتا ہے۔ اصول یہ ہے کہ ایک ہی چیز میں تضاد قابل قبول نہیں ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی کہے کہ میں کھا رہا ہوں اور نہیں بھی کھا رہا ہوں تو آپ اس کو پاگل کہیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ محمد جس کی میں تعریف کرتا ہوں اور مانتا ہوں پھر وہ آپ ﷺ کی گستاخی کرے تو اس کا شمار پاگلوں میں ہوگا۔

اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی مکمل طور پر حفاظت فرمائی ہے اگر کوئی شخص آپ ﷺ کا نام لے کر برائی کرنا چاہے تو بھی نہیں کر سکتا ہے اور اگر وہ آپ کا نام نہیں لیتا ہے تو پتہ نہیں وہ کس کی برائی کر رہا ہے۔ ابو لہب کی بیوی ام جمیل آپ ﷺ کو کہتی تھی

"مذمما عصينا وامره ابينا و دينه قلينا"

ترجمہ: "ہم مذمم کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس کی بات کا انکار کرتے ہیں کرتے ہیں اور اس کے دین کو چھوڑتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی قریش کی گالی کو مجھ سے پھیر دیا اس نے مذمم نامی آدمی کو گالی دی جبکہ میرا نام محمد ہے۔"

الراوی: ابو هریرة رضی اللہ عنہ المحدث: البخاری المصدر: الجامع الصحیح رقم الحدیث (3533:

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے نام کو بہت بلند کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ "

ترجمہ:"ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا مرتبہ بلند کیا۔"(سورۃ الشرح:94/4)

آپ ﷺ کی جامع شخصیت:

آپ ﷺ کا ہاتھ ریشم کی طرح نرم ونازک تھا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَا مَسِسْتُ دِيباجاً ولاَ حَرِيراً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رسُولِ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّم"

ترجمہ:"میں نے ریشم اور حریر سے زیادہ نرم اللہ کے رسول ﷺ کا ہاتھ پایا۔"

(الراوی:انس بن مالک رضی اللہ عنہ المحدث:البخاری المصدر:الصحیح الجامع رقم الحدیث:3561)

اور اسی ہاتھ میں جنگ کے وقت تلوار بھی رہتی تھی غزوہ حنین میں جب سارے مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے تھے تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں تلوار لئے میدان کی طرف بڑھ رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

"انا النبي لا كذب -انا ابن عبدالمطلب"

ترجمہ:"(میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)۔"

آپ ﷺ میں ظالم کا ہاتھ پکڑنے کے لئے سختی بھی تھی اور مظلوم کو تسلی دینے کے لیے رحمت بھی تھی۔کسی شاعر نے کہا

حسنِ یوسف دمِ عیسی ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

ایک غیر مسلم نے ایک بڑا پیارا جملہ کہا:

"یہ عجیب انسان ہیں کہ پوری حکومت اس کے مٹھی میں ہے لیکن اس کا زھد، استغناء، اور اس کی تواضع کی یہ حالت کہ وہ"والذي نفسي بيده(اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے) کہہ کر اپنے آپ کو مکمل اللہ کے حوالے کر دیتا ہے یعنی ایک طرف آپ ﷺ اتنے طاقتور ہیں کہ ساری دنیا آپ ﷺ کے قبضہ میں ہے اور دوسری طرف آپ اتنے بے بس ہیں کہ آپ ﷺ کا وجود آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔"

نبی کریم ﷺ ایک طرف بیواؤں بے سہاروں، مسکینوں یتیموں، اور لاچاروں کے لیے ہمدردی اور نرمی کا مجسمہ تھے اور دوسری طرف ظالموں کے خلاف ننگی تلوار تھے۔

نبی کریم ﷺ ایک طرف حقوق اللہ کی ادائیگی مکمل تھے۔ تہجد میں اتنا قیام کرتے کہ پیروں میں ورم آجاتا۔ ایک مرتبہ تو ایک ہی رکعت میں سورۃ البقرۃ سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کی تلاوت کی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ، فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ، فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ"

ترجمہ:"ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہجد پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ شروع کیا پھر میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں کے بعد آپ رکوع کریں گے لیکن آپ ﷺ نے سورۃ البقرۃ ختم کیا پھر میں نے خیال کیا آپ ﷺ رکوع کریں گے لیکن آپ ﷺ نے سورۃ النساء پڑھی پھر سورۃ آل عمران پڑھی۔"

(الراوی: حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث:772)

تو دوسری طرف بندوں کے بھی حقوق ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے بیوی بچوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي"

ترجمہ: "تم اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔"

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا   المحدث: الترمذی   المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 3895 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

آپ ﷺ کو سابقہ انبیاء کے بھی معجزے دیئے گئے تھے:

اللہ تعالی نے سابقہ انبیاء کو جتنے معجزے عطا کیا تھا وہ سارے معجزے آپ ﷺ کو بھی عطا کئے گئے، جیسے عیسی علیہ السلام اگر مردوں کو زندہ کرتے تھے تو آپ ﷺ کے لئے بے زبان بول پڑتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کے زمانے میں ایک لکڑی تھی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کے خطبہ دیتے تھے جب آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو وہ بچے کی طرح رونے لگی۔ اور کھاتے وقت کھانے کے دانے تسبیح بیان کرتے تھے جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ "

ترجمہ: "ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے کھانے دانوں کو تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا۔"

(الراوی: عبد اللہ بن رضی اللہ عنہ   صحیح بخاری: 3579)

سو یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ ایک غیر جاندار جاندار کی طرح حرکت کرنے لگی۔

سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام آسمانوں میں اڑا کرتے تھے ہمارے نبی کریم ﷺ معراج کے موقع پر اڑتے ہوئے وہاں تک پہنچے جہاں جبرئیل علیہ السلام بھی نہیں پہنچے تھے۔

موسی علیہ الصلاۃ والسلام عصاسے اگر پتھر کو مارتے تھے تو پتھروں سے چشمے بہتے تھے ۔ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر مٹکے میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو انگلیوں سے پانی جاری ہوتا تھا۔جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ........ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ إِنَّهُ لَا مَاءَ فَقُلْنَا كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ فَقُلْنَا انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللَّهِ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَأَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوِينَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنْ الْمِلْءِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ فَجُمِعَ لَهَا مِنْ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا فَهَدَى اللَّهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا"

ترجمہ:"ایک مرتبہ سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔۔۔اور ہمیں سخت پیاس لگی تھی اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان سواری پر اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جارہی تھی ہم نے اس سے پوچھا پانی کہاں ملتا ہے؟اس نے کہا یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا تمہارے گھر سے پانی کتنے فاصلے پر ہے؟اس نے کہا کہ ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر ہے۔ہم نے اس سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو اس نے کہا رسول کا

مطلب کیاہوتاہے، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آخر کار ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اس نے آپ سے وہی کہاجو ہم سے کہہ چکی تھی ہاں اتنااور کہاکہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے آپ ﷺ کے حکم سے اس کے مشکیزوں کو اتارا گیا، آپ ﷺ نے اس کے دہانوں پر اپنا دست مبارک پھیرا ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے خوب سیر ہو کر پیااور مشکیزے اور بالٹیاں بھی بھر لیں صرف ہم نے اونٹوں کوپانی نہیں پلایا۔اس کے باوجود اس کی مشکیزیں پانی سے بھرے ہوئے تھے قریب تھاکہ بہہ پڑیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایاجو کچھ کھانے کی چیزیں ہیں میرے پاس لاؤ ،چنانچہ اس عورت کے لئے روٹی کے ٹکڑے اور کھجور وغیرہ لاکر جمع کئے گئے۔جب وہ اپنے قبیلے پہنچی تو اپنے لوگوں سے کہنے لگی کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یاوہ واقعی نبی ہے جیساکہ اس کے ماننے والے کہتے ہیں آخر کار اللہ تعالی نے اس قبیلہ کو اس عورت کے ذریعہ ہدایت دی وہ خود بھی اسلام لائی اور اس کے قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کیا۔"

(الراوی: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ صحیح بخاری:3571)

موسی علیہ السلام نے عصاکے ذریعہ سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا اسی طرح آپ ﷺ نے انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیاتو چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے اللہ کے حکم سے۔

حضرت موسی علیہ السلام کوہ طور پر اللہ تعالی سے بات کئے کلیم اللہ ہیں تو آپ ﷺ معراج کے موقع پر ایک اللہ سے بات کئے۔

بہر کیف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء کے مقابلے میں زیادہ معجزے دیئے گئے تھے۔

آپ ﷺ ہر میدان میں ہر ایک کے لئے اسوہ اور نمونہ ہیں۔آپ ﷺ کے قانون سے بڑھ کر کسی کا قانون نہیں ہے۔آپ ﷺ کے فقہ سے بڑھ کر کسی کا فقہ نہیں ہے۔آپ ﷺ کی شریعت سے

بڑھ کر کسی کی شریعت نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی شریعت میں سابقہ شریعتوں کی تمام خوبیاں جمع کی گئی ہیں آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک چلے گی اور پچھلی ساری شریعتیں منسوخ ہیں۔

آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ سارے جہاں والوں کے لئے نمونہ اور آخری رسول ہیں جس کے چھ مضبوط ترین دلائل مندرجہ ذیل ہیں

پہلی دلیل: رسول اللہ ﷺ کا از خود اس بات کا اظہار و اعلان فرمانا کہ آپ سارے جہاں والوں کے لئے نمونہ اور آخری رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں:

آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ میں سارے جہاں والوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں جیسا اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے زبانی فرمایا:

" قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ"

ترجمہ:" آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آجاؤ۔" (سورۃ الاعراف:-158/7)

دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ"

ترجمہ:"ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔" (سورۃ سبا:34/28)

دوسری دلیل: آپ ﷺ کی زندگی مکمل طور پر محفوظ ہے:

ساری انسانیت کے لئے وہی آدمی نمونہ اور اسوہ ہو سکتا ہے جس کی زندگی مکمل طور پر محفوظ ہو اور آپ ﷺ کی زندگی تاریخی اعتبار سے جتنی محفوظ ہے دنیا میں اتنی محفوظ زندگی کسی اور کی نہیں ہے۔ اگر آج آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے بارے میں پڑھنا چاہتے ہے تو اس کی کافی تفصلات صحیح احادیث میں موجود ہیں اور انہیں پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں، ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانداِن مبارک، کان ،ناک، پلک، مسکراہٹ ،اٹھک بیٹھک، وضو، نماز، حج، زکوۃ، روزے، وغیرہ کے بارے میں کافی تفصلات موجود ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ہم کسی بھی بڑی شخصیت سے کہیں گے کہ ہم آپ کی مکمل پیدا ہونے سے لے کر مرتے دم تک کی زندگی کو کیمروں کے ذریعہ محفوظ کریں گے۔ وہ کہے گا آپ اس طرح نہیں کر سکتے، کیونکہ میں گھر میں الگ رہتا ہوں اور باہر الگ رہتا ہوں۔ لیکن نبی ﷺ کی اندورنی اور بیرونی دونوں زندگی محفوظ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کا کردار جو گھر میں تھا وہی باہر بازار اور مسجد میں تھا۔

اسپر نگر کا قول

اسپر نگر ایک بہت بڑا مستشرق ہے، اس نے الاصابہ کا ترجمہ انگلش میں کیا جو کہ کلکتہ سے شائع شدہ ہے۔ اس نے اس کے مقدمے میں لکھا کہ مسلمانوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ جتنا چاہیں روزانہ فخر کریں کیونکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سیرت کو محفوظ کرنے کے لیے پانچ لاکھ انسانوں کا ڈیٹا جمع کیا ہے۔

اسماء الرجال پر کافی کتابیں لکھی گئیں ہیں جیسے تاریخِ ابن عساکر 99 جلدوں ، تاریخِ خطیب بغدادی 40 جلدوں ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی التاریخ الاسلامی 50 جلدوں ، علامہ محمد مزی کی التھذیب الکمال 50 جلدوں پر مشتمل ہے۔

صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو محفوظ کرنے کے لئے خوب اہتمام کیا گیا ہے۔ شیخ صویان نے صحائف الصحابہ نامی ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے احادیث کے ان صحائف کا ذکر کیا ہے جو صحابہ نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور ان میوزیم کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں یہ صحائف ہیں۔ اگر ان صحائف کو صحیح بخاری سے ٹیلی کیا جائے تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں آئے گا۔ شارجہ اور برلن کے میوزیم میں ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی نسخہ آج بھی موجود ہیں۔ اور قرآن مجید کی حفاظت میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے اس کی بھی مکمل طور پر حفاظت کی گئی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں قرآن مجید کا جو نسخہ تھا اگر اس کو آج کے نسخہ سے ٹیلی کرلیں تو ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں آئے گا۔

آپ کی اتنی محفوظ سیرت کا حق پہنچتا ہے کہ یہ سیرت قیامت تک کیلئے مشعل راہ بنے جس طرح اللہ تعالی نے اپنی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اسی طرح آپ کی سیرت کی حفاظت کی بھی ذمہ داری لی ہے۔

تیسری دلیل: آپ ﷺ زندگی کے ہر مرحلہ میں اسوہ اور نمونہ ہیں:

آپ کی سیرت میں زندگی کے ہر مرحلہ میں باپ ،بوڑھا،بچہ اور جوان ہر ایک کے لئے رہنمائی کا سامان موجود ہے۔ احادیث میں ہر قسم کے مسائل ،ہر عمر اور ہر مرحلہ والے کو پیش آنے

والے Problems کا حل موجود ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ زندگی کے ہر مرحلہ میں اسوہ اور نمونہ ہیں جبکہ دنیا کی کوئی ہستی ایسی نہیں ملے گی۔

چوتھی دلیل: آپ ﷺ زندگی کے ہر ڈپارٹمنٹ میں ہر ایک کے لئے نمونہ ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے ہر میدان میں، بیٹے، شوہر، بادشاہ، رعایا، استاذ، شاگرد آفیسر، منیجر، ہر ایک کے لئے نمونہ ہیں. آپ ﷺ کی سیرت بیت الخلاء میں بیٹھنے سے لے کر حکومت کی گدی پر بیٹھنے تک ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک کامل نمونہ ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

ترجمہ:" یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔" (سورۃ الاحزاب (33/21:

اس کے مقابلے میں اگر ہم دوسری شخصیات کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی کا ایک شعبہ کامل نظر آتا ہے تو دوسرا شعبہ ناقص نظر آتا ہے۔

پانچویں: دلیل: آپ ﷺ کی سیرت لائق عمل اور قابلِ تنفیذ ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف فلسفہ نہیں دیا بلکہ آپ ﷺ نے ایک ایسی جگہ پر شریعت کو نافذ کیا جہاں نافذ کرنا نہ ممکن تھا۔ انسائیکلوپیڈیا اف برٹانیکا کے الفاظ ہیں کہ اس زمانے کے دو متمدن ملک تھے جنھوں نے کہا کہ عرب ایک غیر متمدن ملک ہے اور اس کو کوئی سدھار نہیں سکتا ۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کی ایسی تربیت کی اونٹوں کے چرواہے جہاں بان بن گئے۔ الطاف حسین حالی کہا:

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا

کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا

پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

اسلام چونکہ قابل ایمپلی منٹ کے قابل ہے اسی لئے آپ ﷺ کی وفات کے صرف 60 سال کے اندر تین براعظموں تک پھیل چکا تھا۔ آپ ﷺ کے مقابلے میں اگر ہم دوسروں کی سیرت کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی سیرت قابلِ تنفیذ نہیں ہے مثال کے طور پر اگر ہم گوتم بدھ کی زندگی کو ایمپلیمنٹ کرنا چاہئے تو ہمیں دنیا چھوڑ کر درخت کے نیچے بیٹھنا پڑے گا جو کہ ناممکن ہے۔

چھٹی دلیل: اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی ایسی خصوصی تربیت کی کہ آپ سارے جہاں والوں کے لئے نمونہ بن سکیں:

اللہ تعالٰی نے آپ ﷺ کی خصوصی تربیت کی ہے جس سے آپ ساری انسانیت کے لئے نمونہ بن سکیں۔

امت تک دین کو پہنچانے میں آپ ﷺ کی دیانتداری:

آپ ﷺ پوری دیانتداری کے ساتھ اللہ کے پیغام کو امت تک پہنچایا۔ حتی کہ وہ باتیں جو آپ ﷺ کے خلاف تھیں انہیں چھپائے بغیر امت تک پوری امانت داری کے ساتھ پہنچایا۔ مثلا اللہ تعالی سورۃ التحریم میں آپ ﷺ کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

" يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ "

ترجمہ:"اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (سورۃ التحریم:1/66)

اسی طرح سورۃ عبس میں آپ ﷺ کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"عَبَسَ وَتَوَلَّى [1]أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى [2]وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى [3]أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى"

ترجمہ:"وہ ترش رو ہوا اور منہ موڑ لیا [1] (صرف اس لئے) کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا [2] تجھے کیا خبر شاید وہ سنور جاتا [3] یا نصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی (سورۃ عبس:4-1/80)

مذکورہ آیتوں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے دین کے ایک ایک حرف کو پوری امانتداری کے ساتھ امت تک پہنچایا۔

آخر میں اللہ سبحان و تعالیٰ دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ ﷺ کی سیرت کو اپنانے، حفاظت کرنے اور اس کو پھیلانے کی توفیق دے۔ آمین

نوٹ: اگر آپ اس بیان کو ویڈیو کی شکل میں سننا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں

Part 1
https://www.youtube.com/watch?v=8NCQ5l0pCLg

https://www.youtube.com/watch?v=6RP-HBOV8rQ Part 2

***

انبیائے کرام علیہم السلام کے آنسو اور ان کا پیغام

تمہید

خشوع کا مطلب

انابۃ کا مطلب

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ السلام کے آنسو

حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو

حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو

حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو

حضرت موسی علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو

محمد ﷺ کے آنسو

آپ ﷺ کا آل یاسر کے لئے آنسو بہانا

آپ ﷺ کا حضرت بلال کے لئے آنسو بہانا

آپ ﷺ کا حضرت ابو طالب کی ہدایت کے لئے تڑپنا

آپ ﷺ کو امت کی فکر

طائف کا واقعہ

آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد میں آنسو بہانا

آپ ﷺ کا مکہ کی جدائی میں آنسو بہانا

آپ ﷺ کا حضرت مصعب بن عمیر کے لئے آنسو بہانا

آپ ﷺ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر آنسو بہانا

آپ ﷺ کا امت کے لئے تہجد میں رونا

آپ ﷺ کا جنگ بدر کی فتح کے لئے گڑ گڑانا

آپ ﷺ کا رجیع اور بئر معونہ کے حادثہ پر آنسو بہانا

آپ ﷺ کا اپنے بیٹے کے انتقال پر آنسو بہانا

آپ ﷺ کا حضرت ابو ذر رضی اللہ کو دیکھ کر رونا

تمہید:

اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا اور گریہ وزاری ایک عظیم عبادت ہے، اس سے دلوں کی سختی ختم ہوتی ہے۔ اور ان پر چڑھا زنگ دور ہوتا ہے۔ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روتی ہے اسے کبھی جہنم کی آگ چھو نہیں سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ "

ترجمہ: "دو آنکھوں کو جہنم کی آگ کبھی چھو نہیں سکتی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے آنسو بہاتی ہے اور ایک وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں مجاہدوں کی حفاظت کرتے ہوئے رات گزارتی ہے۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما المحدث: الترمذی المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 1639 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

ایک حدیث میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن جب سورج بالکل قریب ہوگا اور ہر کوئی حیران و پریشان ہوگا ایسے وقت اللہ تعالیٰ سات لوگوں کو اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا ان میں ایک وہ بھی ہوگا جو اللہ کو یاد کرکے آنسو بہائے گا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" ورجل ذكر الله خالياً ففاضت عيناه "

ترجمہ: "اور ایسا آدمی جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح مسلم رقم الحدیث: 1031)

بنی اسرائیل جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بھول کر گناہوں میں ڈوب گئے تو ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن میں فرمایا:

"ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ"

ترجمہ:" پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگئے، بعض پتھروں سے تونہریں بہہ نکلتی ہیں، اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے، اور بعض اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں، اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔" (سورۃ البقرۃ 2/74:)

چونکہ بنی اسرائیل اللہ سبحانہ وتعالی کے بتلائی ہوی تعلیمات کے طریقہ سے روگردانی کرکے من مانی زندگی گزارنے لگے تھے جس کی وجہ سے ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہوگئے۔ جب کہ بسا اوقات پتھر اللہ کے خوف سے آنسو بہاتے ہیں اور بعض پتھر پھٹ پڑتے ہیں اور بعض گر پڑتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ چٹانیں پھٹ پڑتی ہیں اور ان سے پانی کی شکل میں آنسو کے قطرے نکلتے ہیں اور کبھی پہاڑ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ لیکن آج ہم نادان اس کو زلزلہ سمجھ بیٹھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

" أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ"

ترجمہ:" کیا اب تک ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر جب ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔"

(سورۃ الحدید:57/16)

کیا مومنوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ سبحان و تعالی کے لیے جھک جائیں، حق کو قبول کریں، ہٹ دھرمی نہ کریں، اپنے اور اپنے آباء واجداد کے بنائے ہوئے غلط سسٹم اور رسم ورواج کی زنجیروں کو توڑ کر اللہ اور اس کے رسول کے سسٹم کے طرف لوٹیں؟

نیک انسان کو جب عمر اور دیگر نعمتیں ملتی ہیں تو وہ اللہ کا شکر ادا کر کے نیکیوں کی طرف سبقت کرتا ہے لیکن جب برے انسان کو عمر اور دیگر نعمتیں ملتی ہیں تو وہ اللہ کو بھول کر گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔

خشوع کا مطلب:

خشوع عربی لفظ ہے جس کا معنی گڑ گڑانا، جھکنا، اظہار عجز کرنا وغیرہ ہے۔ "خشعۃ الارض" کہتے ہیں زمین کے اس اونچے حصہ کو جو گرنے کے قریب ہو۔ مثلا سمندر کے مد وجزر کی وجہ سے ساحلِ سمندر پر جو ریت جمع ہوتی ہے اسے "خشعۃ الارض" کہتے ہیں۔ اور اس کا ہم معنی لفظ تضرع بھی ہے۔ تضرع اور خشوع بندہ کے دل میں چھپا ہوا ایک ایسا جذبہ خوف ہے جو بندے اور اللہ کے درمیان رہتا ہے۔ اور مومن ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کی بات ماننے والا ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُورِ»

ترجمہ: "تم دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہو اپنے آپ کو اہلِ قبور میں شمار کرو۔"

(الراوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما المحدث: الترمذی المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 2333 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنے اندر عاجزی وانکساری کی کیفیت پیدا ہوا اور دل نرم ہو تو آپ اپنے آپ کو ایسا محسوس کرو گویا کہ تم قبر میں ہو۔

انابۃ کا مطلب:

انسان کا گناہوں کو ترک کر کے اللہ تعالی کی طرف لوٹن اانابۃ کہلاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ"

ترجمہ:" اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کردیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دی ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا، کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح رہ نمائی کرتا ہے(سورۃالشوریٰ:42/13)

اسی طرح قرآن مجید میں "استغفروا ربکم " اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اور "توبو ا إلیکم" اپنے رب کی طرف لوٹو کے الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ یعنی رب کی رحمت سے دور مت ہو جاؤ ،توبہ کر کے اللہ تعالی کی طرف واپس لوٹ آؤ۔

الغرض ایک مومن بندہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی طرف کثرت سے رجوع کرنے والا ہوتا ہے، اللہ کی یاد سے اس کا دل کانپ اٹھتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ "

ترجمہ:" (اصل) مومن تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جائیں تو انھیں ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسا رکھتے ہیں۔"(سورہ الانفال:8/2)

اور انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں سب سے زیادہ اعلی درجے کے ایمان والے تھے، رب کی معرفت سب سے زیادہ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ خشوع وخضوع میں اعلی درجے کے لوگ تھے، دنیا کے سارے لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے، اللہ کی جانب کثرت سے رجوع کرنے والے تھے، اللہ کے ذکر سے ان کے دل کانپ اٹھتے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

انبیاءِ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے آنسو

قرآن مجید اور صحیح احادیث کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام لوگوں کی بے راہ روی اور انہیں جہنم کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر تڑپ اٹھتے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے تھے۔

حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو:

حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے کی عمر اولاد نہ ہونے کا غم کھائے جارہا تھا، آپ نے اللہ کے دربار میں بوڑھاپے کی عمر میں گڑگڑا کر دعا فرمائی۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

"كهيعص (1) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا (2) إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا (3) قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن

بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا (4) وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا (5)"

ترجمہ: کھیعص [1] یہ ہے تیرے پروردگار کی اس مہربانی کا ذکر جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی [2] جبکہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی [3] کہ اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اٹھا ہے، لیکن میں کبھی بھی تجھ سے دعا کر کے محروم نہیں رہا [4] مجھے اپنے مرنے کے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے، میری بیوی بھی بانجھ ہے پس تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما (سورۃ مریم:5-1/19)

مگر آج ہمارے اندر تڑپ اور خوف نام کی کوئی چیز نہیں ، ہمارے دل سخت ہو چکے ہیں، نہ ہمارے آنکھوں میں آنسو آتے ہیں اور نہ اللہ کے عذابات سے ہمارا دل دہلتا ہے۔ ہم دنیا اور اس کی رنگینیوں میں مست و مگن ہو چکے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو:

ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اپنی اولاد کے لئے تڑپ کر دعا کی تھی، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ"

ترجمہ:" اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرما تا کہ یہ شکر گزاری کریں (سورۃ ابراہیم:37/14)

آج ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی ابرہیم علیہ السلام کی طرح اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے نماز کی پابندی شرک وبت پرستی سے بچنے کی دعا کریں

حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو:

یونس علیہ الصلاۃ والسلام نے مچھلی کے پیٹ میں گڑگڑا کر اللہ تعالی سے دعا مانگی تھی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ"

ترجمہ:" الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔" (سورۃ الانبیاء:87/21)

ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو:

ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی بیماری سے شفا کے لئے اللہ تعالی کے دربار میں گریہ وزاری کی ۔جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ [83]فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَى لِلْعَابِدِينَ"

ترجمہ:" ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے [83] تو ہم نے اس کی سن لی اور جو دکھ انہیں تھا اسے دور کر دیا اور اس کو اہل وعیال عطا فرمائے بلکہ ان کے ساتھ ویسے ہی اور اپنی خاص مہربانی سے تاکہ سچے بندوں کے لئے سبب نصیحت ہو۔" (سورۃ الانبیاء:84-83/21)

موسی علیہ الصلاۃ والسلام کے آنسو:

موسی علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالی کے دربار میں گڑگڑائے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (88)"

ترجمہ:"اور موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا اے ہمارے رب! تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان زینت اور طرح طرح کے مال دنیاوی زندگی میں دیئے۔ اے ہمارے رب! (اسی واسطے دیئے ہیں کہ) وہ تیری راہ سے گمراہ کریں۔ اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں۔"(سورۃ یونس:10/88)

آپ ﷺ کے آنسو:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی فکر اور خوف آخرت میں بے شمار مرتبہ آنسو بہائے ہیں۔ میں ان میں سے چند واقعات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

آپ ﷺ کا آلِ یاسر کے لئے تڑپنا:

مکہ میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنھا بنو مخزوم کے غلام تھے۔ ابو جہل انہیں دین اسلام کی راہ میں سخت تکلیفیں دیتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعَمَّارٌ، وَأُمُّهُ سُمَيَّةُ، وَصُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ، وَالْمِقْدَادُ، فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَهُ اللَّهُ بِعَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَمَنَعَهُ اللَّهُ بِقَوْمِهِ، وَأَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُونَ، وَأَلْبَسُوهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيدِ، وَصَهَرُوهُمْ فِي الشَّمْسِ "

ترجمہ:"سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سات افراد شامل ہیں: ابو بکر، عمار اور ان کی والدہ سمیہ، صھیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنھم۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعہ حفاظت فرمایا اور رہے ابو بکر اللہ تعالی نے انہیں اپنی قوم کے ذریعہ حفاظت فرمایا جبکہ دیگر افراد کو مشرکین نے پکڑا اور انہیں لوہے کی ذرہیں پہنا کر دھوپ میں چھوڑ دیا۔"

الراوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المحدث: ابن ماجۃ المصدر: سنن ابن ماجۃ رقم الحدیث: 150 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِعَمَّارٍ وَأَهْلِهِ وَهُمْ يُعَذَّبُونَ، فَقَالَ: «أَبْشِرُوا آلَ عَمَّارٍ، وَآلَ يَاسِرٍ، فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ "

ترجمہ:" آپ ﷺ کا گزر آل یاسر پر سے ہوا تو آپ نے ان سے کہا :اے آل عمار و یاسر !خوش ہو جاؤ بے شک تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔"

(الراوی: جابر رضی اللہ عنہ المحدث: الحاکم المصدر: مستدرک الحاکم رقم الحدیث :5666 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

ایک مرتبہ ابو جہل نے حضرت سمیہ رضی اللہ عنھا کو گالیاں اور تکلیف دیتے ہوئے کہا کہ: اے سمیہ! اسلام کو چھوڑ دے ورنہ میں تجھے مار دوں گا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنھا ایمان کی مضبوط چٹان تھیں انہوں نے کہا: اے ابو جہل! تجھے جو کرنا ہے کر لے لیکن میں ایمان کو نہیں چھوڑوں گی۔ اس کے بعد ابو جہل ان کے دونوں پاؤں میں رسی باندھ دیا اور ان رسیوں کو دو اونٹوں سے باندھ کر دونوں کو مخالف سمت دوڑا دیا اور آپ کی شرمگاہ میں نیزہ مارا جس سے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کے دو ٹکڑے ہوئے۔ اس طرح حضرت سمیہ شہید کر دی گئیں اور یہ اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ ہیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ مشرکین حضرت یاسر رضی اللہ تعالی عنہ کو کافی اذیت دے رہے تھے اور آپ ﷺ کا انکار کرنے کے لئے مجبور کر رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے بادل نخواستہ آپ ﷺ کا انکار کر دیا اور پریشان ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہاری دلی کیفیت کیا ہے ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا دل ایمان پر مطمئن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ پھر لوٹیں تو تم بھی لوٹنا (تفسیر ابن جریر الطبری:21946) اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

" مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (106) "

ترجمہ:"جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر بر قرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔" (سورۃ النحل:16/106)

-

آپ ﷺ کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لئے رونا:

بلال رضی اللہ تعالی عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ چہرے سے کالے تھے لیکن دل ایمان کی روشنی سے منور تھا۔ جب آپ مشرف بہ اسلام ہوئے تو مشرکین مکہ نے آپ کو کافی اذیتیں دیں، آپ کو بطحاء کی پہاڑی پر جہاں کالے نوکیلے دار پتھر ہوتے تھے اس پر گھسیٹا جاتا تھا جس کی وجہ سے آپ کی پیٹھ سے خون کی دھاریاں بہتی تھیں۔ گرم چٹانوں اور پتھروں پر آپ کو لٹایا جاتا تھا اور آپ کے گلے میں رسی ڈال کر بچوں کے حوالے کیا جاتا تھا اور بچے آپ کو لے کر مکہ کی وادیوں میں کھینچے پھرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ حالت نہیں دیکھی گئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ گئے اور صحابہ سے کہا کہ کون ہے جو بلال کو آزاد کردے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت بلال کو خرید کر آزاد کر دیا۔

آپ ﷺ سے امت کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا:

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (128)"

ترجمہ: "تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔" (سورۃ التوبۃ: 9/128)

آپ ﷺ کا حضرت ابو طالب کی ہدایت کے لئے تڑپنا:

حضرت ابو طالب نے ہمیشہ اور ہر قدم آپ ﷺ کا ساتھ دیا، آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ کے چچا دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں اسی لئے انتقال کے وقت انہیں مسلمان بنانے کے لئے آپ ﷺ تڑپ گئے اور آپ نے بار بار ان سے کہا کہ آپ ایک بار کلمہ پڑھ لیں میں اللہ کے سامنے آپ کی سفارش کروں گا جیسا کہ حضرت مسیب بن حزن فرماتے ہیں:

"لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الوَفَاةُ، جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ المُغِيرَةِ، فَقَالَ: " أَيْ عَمِّ قُلْ: لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ " فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ [ص:113]، وَيُعِيدَانِهِ بِتِلْكَ المَقَالَةِ، حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَاللَّهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ» فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ} [التوبة: 113] وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {إِنَّكَ لا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ} [القصص: 56]"

ترجمہ:" جب حضرت ابو طالب کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور آپ کے پاس ابو جہل عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ تھے۔ آپ ﷺ نے کہا اے میرے چچا جان! ایک بار کلمہ پڑھ لیں میں آپ کے لئے اللہ تعالی سے لڑوں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ نے کہا: اے ابو طالب! کیا تم مرتے وقت اپنے باپ داد کے دین کو چھوڑ دو گے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے بار بار کہا کہ کلمہ پڑھ لیں لیکن ابو طالب نے آخر میں کہا کہ میں عبد المطلب کے دین پر مرنا چاہتا ہوں اور کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا میں آپ کے حق میں استغفار کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے روکا نہ جائے، پھر اللہ تعالی نے آیت نازل فرمائی "نبی کریم ﷺ اور مومنوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے حق میں استغفار کریں" اور حضرت ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور آپ ﷺ کو کہا گیا کہ " آپ جسے چاہے ہدایت نہیں دے سکتے اللہ تعالی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔"

(الراوی: المسیب بن حزن، صحیح بخاری: 4772)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آخر میں ابو طالب نے کلمہ پڑھ لیا تھا لیکن اس تعلق سے کوئی مستند روایت نہیں ہے۔

آپ ﷺ کو امت کی فکر:

نبی کریم ﷺ کا کاسئہ دل ہمیشہ اس فکر سے بھرا رہتا تھا کہ کسی طرح توحید کا پیغام لوگوں تک پہنچ جائے اور لوگ جہنم سے بچ جائیں اور اس کام کے لئے آپ ﷺ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا"

ترجمہ:" پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے ؟۔"(سورۃ الکہف:18 /6)

طائف کا واقعہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طائف کا قصد کیا تا کہ وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور وہاں کے کچھ اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے پتھر مارے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لہولہان ہو گئے اور آپ صلی اللہ وسلم کے جسم مبارک سے خون بہنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے نکلنے والے خون کا ایک ایک قطرہ امت مسلمہ کو کہہ رہا ہے کہ اٹھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاوٴ۔ نبی کریم ﷺ جب طائف سے واپس جا رہے تو فرشتہ نے آپ ﷺ سے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ چاہیں تو میں ان طائف والوں کو اخشبین یعنی دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

"عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ ؟ قَالَ : " لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي

عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ : إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ. فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ : يَا مُحَمَّدُ. فَقَالَ : ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ ". فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ".

ترجمہ:"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے زیادہ سخت گزرا ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہاری قوم نے مجھے بہت زیادہ تکلیف دی ہے لیکن ان میں عقبہ کا دن مجھ پر بہت زیادہ سخت تھا۔ یہ وہ موقعہ تھا جب میں نے طائف کے سردار کنانہ بن عبد یالیل بن عبد کلال کے پاس گیا لیکن وہ میری بات کو نہیں مانا میں وہاں سے مایوس ہو کر قرن الثعالب پہنچا تو وہاں مجھے کچھ ہوش آیا اور میں سر اٹھا کر دیکھا تو بادل کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے تھا جس میں جبرئیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کیا وہ بھی سن چکا ہے آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے آپ انکے بارے میں اسے جو چاہیں حکم دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی، سلام کیا اور کہا اے محمد ﷺ اگر آپ چاہیں تو میں ان طائف والوں کو اخشبین یعنی دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گی اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گی۔"

(الراوی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، صحیح بخاری: 3231)

محمد بن قاسم الثقفی رحمۃ اللہ علیہ اسی طائف کے قبیلہء ثقیف سے تعلق رکھتے تھے آج ہندوستان میں 20 کروڑ کی آبادی جو ایک اللہ کی عبادت کر رہی ہے یہ اللہ کی رسول کی دعا کا نتیجہ ہے۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ طائف والوں پر بددعا کرتے تو شاید آج ہم اسلام کی نعمت سے محروم رہتے۔

ذرا اس واقعہ سے عبرت پکڑیں کہ آج قنوتِ نازلہ کے لئے لوگ جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں لیکن جب دعوت کیے لئے بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے ہیں۔ "فانصرنا علی القوم الکافرین" کہتے ہیں لیکن ان کے میں «اللهم اهد قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ» کی دعا نہیں کرتے۔

آپ ﷺ اپنی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

«مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا، قَالَ فَذَلِكُمْ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ، أَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ، هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُونِي تَقَحَّمُونَ فِيهَا»

ترجمہ: "میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے گرد روشنی ہوئی تو اس میں پتنگے اور جانور گرنے لگے اور وہ شخص ان کو روکنے لگا لیکن وہ اس پر غالب آتے گئے اور اس میں گرنے گئے، یہ میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہیں تمہاری کمر پکڑ کر پکڑ پکڑ کر جہنم سے روک رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جہنم سے دور ہو جاؤ لیکن تم مجھ پر غالب آرہے ہو اور اسی میں گرے جا رہے ہو۔"

(الراوی: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم المصدر: صحیح مسلم: 2284)

آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی یاد میں آنسو بہانا":

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہانے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کافی ساتھ دیا، جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنھا کا انتقال ہوا تو اسی سال حضرت ابو طالب کا بھی انتقال ہوا، ان دونوں کے انتقال سے آپ ﷺ بہت غمزدہ ہوگئے تھے۔

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی نظر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنھا کی کسی چیز پر پڑی تو آپ کے آنکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے۔ علمائے کرام کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی یاد میں رونا آپ کی خدمتِ اسلام کی بنا پر بھی تھا۔

اخوتِ اسلامی

آج مسلمان تکلیف میں ہیں، لیکن ہمارے دل اس درد سے خالی ہیں۔ ہم سے اخوت اسلامی رخصت ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایک دیوار تشبیہ دی ہے:

" عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ المُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا» وَشَبَّكَ أَصَابِعَهُ "

ترجمہ:"حضرت ابو موسی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے وہ آپس میں ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ملایا۔"

(الراوی: ابو موسیر ضی اللہ عنہ صحیح بخاری: 481)

اتحاد میں بہت بڑی طاقت ہے۔

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَرَى المُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالحُمَّى»

ترجمہ:"مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے اور رحمت وشفقت کا معاملہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف اور بخار میں مبتلا ہو تو اس تکلیف کو سارا جسم محسوس کرتا ہے۔"

(الراوی: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ   صحیح بخاری: 6011)

لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر مشرق میں کسی مسلمان کو تکلیف ہو تو اس تکلیف کو مغرب میں رہنے والا مسلمان محسوس کرے، اگر ہندوستان میں کسی مسلمان کو تکلیف ہو تو اس تکلیف کو سعودی میں رہنے والا مسلمان محسوس کرے۔ اسی اخوت وبھائی چارگی کی بنا صحابہ کرام صرف پچاس سالوں میں تین براعظموں پر اپنی حکومت قائم کی تھی۔ آج ہم بہت پیچھے ہیں، عیسائی ساڑھے چار سو زبانوں میں بائبل کا ترجمہ کر چکے ہیں جبکہ مسلمان قرآن کا ترجمہ ابھی تک ایک سو دس زبانوں میں کر پائے ہیں ہمیں ہوش کے ناخن لینا چاہیے۔

بہر کیف آج جہاں کہیں پر بھی امت مسلمہ کے کسی ایک فرد کو بھی تکلیف ہوتی ہے، معاشی پرابلم یا ایمان کا مسئلہ آئے تو سب مل کر اسے حل کرنے کی کوشش کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے معاہدہ کیا، صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار قریش سے بھی معاہدہ کیا ہے۔ ہمیں چاہیے ہم ایک ہوں۔

علامہ اقبال نے فرمایا:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک   ایک ہے سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک   کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلماں بھی ایک

آپ ﷺ کا مکہ کی جدائی میں آنسو بہانا:

نبی کریم ﷺ کو کعبۃ اللہ بہت پسند تھا جب آپ ﷺ مکہ چھوڑ کر مدینہ جا رہے تھے تو مکہ کو دیکھ کر روتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے:

"وَاَللَّهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ."

ترجمہ:" اللہ کی قسم تو اللہ کی سب سے بہترین زمین ہے اور اللہ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں نہیں نکلتا۔"

(الراوی:عبد اللہ بن عدی رضی اللہ عنہ المحدث:ابن ماجۃ المصدر:سنن ابن ماجۃ رقم الحدیث:2540 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

آپ ﷺ کا مصعب بن عمیر کے لئے آنسو بہانا:

مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ مالدار صحابی تھے. بڑے ناز و نعم میں پلے بڑھے تھے اگر وہ خوشبو لگا کر کسی گلی سے گزرتے تو دیر تک وہاں خوشبو رہتی تھی۔ اسلام کی خاطر انہوں نے ان ساری چیزوں کو چھوڑ دیا۔ جنگ احد میں جب وہ شہید ہوئے تو انہیں کفنانے کے لئے اتنا کپڑا بھی میسر نہیں تھا جس سے ان کا پورا جسم ڈھانک سکیں۔ اگر ان کا سر ڈھانکا جاتا تو پیر کھل جاتے اور جب پیروں کو ڈھانکا جاتا تو سر کھل جاتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر نبی کریم ﷺ کے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

آپ ﷺ کا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر آنسو بہانا:

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ جن کو سید الشہداء کہتے ہیں جب آپ اور حضرت عمر رضی اللہ عنھما ایمان لائے اسلام اور مسلمانوں کو تقویت ملی۔ جنگ بِدر میں آپ رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا کردار رہا۔ لیکن جنگ احد میں آپ کو شہید کرنے کے لئے ایک حبشی غلام کو تیار کیا گیا آخر کار اس نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ ﷺ نے جب اپنے سگے چچا کی یہ حالت دیکھی تو آپ کے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

آپ ﷺ کا امت کے لئے تہجد میں رونا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے بڑے ہی مہربان تھے تہجد میں امت کے حق میں دعا کرتے ہوئے اللہ کے دربار میں گڑگڑاتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

" أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَلَا قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ: {رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي} [إبراهيم: 36] الْآيَةَ، وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: {إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [المائدة: 118] ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: «اللهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي» ، وَبَكَى، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: «يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، وَرَبُّكَ أَعْلَمُ، فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ؟» فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ، وَهُوَ أَعْلَمُ، فَقَالَ اللهُ: " يَا جِبْرِيلُ، اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ، وَلَا نَسُوءُكَ "

ترجمہ:" نبی کریم ﷺ نے ابرہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا فرمان (پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرڈالا ممکن ہے کہ میری اولاد کو بھی یہ گمراہ کردیں لہذا ان میں جو میرے راستے پر چلے وہ میرا ہے اور جو میرے راستے کے خلاف چلے یقیناً تو درگزر کرنے والا اور مہربان ہے) اور عیسی علیہ السلام کا قول (اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اگر تو انہیں معاف کردے تو بلاشبہ تو ہی غالب حکمت والا ہے) کی تلاوت فرمائی اور اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ میری امت، اے اللہ میری امت اور بے اختیار رو پڑے۔ اللہ نے حکم دیا اے جبرئیل محمد ﷺ کے پاس جاؤ جبکہ تمہارا رب جاننے والا ہے، ان سے پوچھو کہ آپ کو کیا بات رلا رہی ہے؟ جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے اور وجہ پوچھی رسول اللہ ﷺ نے جو بات کہی تھی انہیں بتائی جبکہ اللہ تعالی اس بات سے اچھی طرح واقف ہے اس پر اللہ تعالی نے فرمایا: اے جبرئیل محمد سے کہو کہ ہم آپ کی امت کے بارے میں آپ کو راضی کریں گے اور ہم آپ کو تکلیف نہ ہونے دیں گے۔"

(الراوی:عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ   المحدث:مسلم المصدر : صحیح مسلم
رقم الحدیث:202 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

آپ ﷺ کا جنگ بدر کی فتح کے لئے گڑگڑانا:

نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کی رات خوب گڑگڑا کر اللہ سے دعا مانگی اور دعا کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا:

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ اليَوْمِ» فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ بس کیجئے آپ نے اللہ سے بہت گریہ وزاری کی ہے اور آپ اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے۔"

(الراوی:ابن عباس رضی اللہ عنہما   صحیح بخاری:2915)

آپ ﷺ کا رجیع اور بئر معونہ کے حادثہ پر آنسو بہانا:

(رجیع کا حادثہ)

جنگ احد کے بعد قبیلہ عضل اور قارہ کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ان کے اندر اسلام کا چرچا ہے لہذا کچھ لوگوں کو دین سکھانے بھیج دیں اس پر آپ ﷺ نے عاصم بن ثابت کی امارت میں دس صحابہ کو روانہ کیا۔جب یہ لوگ رجیع پہنچے تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ غداری کی، بنولحیان کے سو تیر اندازوں نے انہیں ٹیلے پر گھیر لیا۔انہوں نے صحابہ کرام سے کہا کہ وہ نیچے اتر آئیں انہیں قتل نہیں کیا جائے گا لیکن حضرت عاصم نے نیچے اترنے سے انکار کر دیا۔جنگ شروع ہوئی لڑتے لڑتے سات صحابہ شہید ہوگئے۔ تین صحابہ باقی تھے پھر انہوں ان سے کہا کہ نیچے

آجاؤ قتل نہیں کیا جائے گا وہ تینوں نیچے آگئے لیکن انہوں پھر بدعہدی کر کے انہیں باندھ لیا ان میں ایک نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے انہیں شہید کر دیا گیا اور باقی دو کو مکہ جاکر بیچ دیا گیا، یہ دو خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ تھے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا لہذا انہیں کچھ دنوں تک قید میں رکھا گیا پھر تنعیم لے جاکر انہیں شہید کر دیا گیا انہوں قتل سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اور ان پر بدعا کی۔ اور چند اشعار کہے:

لَقَدْ جَمَّعَ الْأَحْزَابُ حَوْلِي وَأَلَّبُوا ... قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ مَجْمَعِ
إلَى اللَّهِ أَشْكُو غُرْبَتِي ثُمَّ كُرْبَتِي ... وَمَا أَرْصَدَ الْأَحْزَابُ لِي عِنْدَ مَصْرَعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ ... يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ
ولست أبالي حين أقتل مسلما   على أي جنب كان في ا لله مصرعي

بئر معونہ کا حادثہ:

ابو براء عامر بن مالک جو ملاعب الاسنۃ کے لقب سے مشہور تھا آپ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ اہل نجد کے پاس اسلام کی تبلیغ کے لئے کچھ لوگ بھیج دیں اور یہ لوگ میری پناہ میں رہیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے ستر قراء صحابہ کو بھیج دیا انہوں نے بئر معونہ میں پڑاؤ ڈالا۔ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا پیام عامر بن طفیل کو دیا لیکن اس بدمعاش نے خط پڑھنے کے بجائے حضرت حرام بن ملحان کو شہید کر دیا اور اس کے بعد دوسرے لوگوں کو بلا کر سارے صحابہ کا محاصرہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ان میں دو صحابہ کعب بن زید اور عمرو بن امیہ ضمری بچ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں حادثوں کی خبر ملی تو آپ ﷺ رو پڑے۔

آپ ﷺ کا اپنے بیٹے کے انتقال پر آنسو بہانا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کا جب انتقال ہوا، دل غم میں ڈوب گیا اور آپ ﷺ رو پڑے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ، فَوَجَدَهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَكَى، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَتَبْكِي؟ أَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ قَالَ: " لَا، وَلَكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ: صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، خَمْشِ وُجُوهٍ، وَشَقِّ جُيُوبٍ، وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس لے گئے تو دیکھا کہ وہ قریب المرگ ہیں نبی کریم ﷺ نے ابرہیم کو اٹھا کر اپنے گود میں رکھ لیا اور رو دیا۔ عبد الراحمن بن عوف نے کہا کیا آپ رو رہے ہیں؟ کیا آپ نے رونے سے منع نہیں کیا آپ نے فرمایا میں دو احمق فاجر آوازوں سے روکتا تھا ایک مصیبت کے آواز نکالنے چہرہ زخمی کرنے اور گریباں چاک کرنے سے دوسری شیطان کے نغمہ سے۔

(الراوی: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ المحدث: الترمذی المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث: 1005 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک بندۂ مومن کو نرم دل، اللہ سے ڈرنے والا، اللہ کی طرف کثرت سے رجوع کرنے والا، زیادہ سے زیادہ گریہ وزاری کرنے والا اور اللہ، آخرت اور جہنم وغیرہ کی یاد میں رونے والا اور آنکھوں سے آنسو بہانے والا ہونا چاہیئے کیونکہ انبیائے کرام کے بیان کردہ واقعات سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے اور اللہ تعالی نے بھی اپنے کلام قرآن مجید میں ایک بندۂ مومن کی یہی کیفیت بیان کی ہے:

"قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا (107) وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا (108) وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا (109)"

ترجمہ:" کہہ دے تم اس پر ایمان لاؤ، یا ایمان نہ لاؤ، بے شک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا، جب ان کے سامنے اسے پڑھا جاتا ہے وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں۔ [107] اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ یقینا ہمیشہ پورا کیا ہوا ہے۔ [108] اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں، روتے ہیں اور وہ (قرآن) انھیں عاجزی میں زیادہ کر دیتا ہے۔[109] ۔"(سورۃ الاسراء:107-109)

اور یہ بات بھی ہمارے ذہنوں میں ہونی چاہئے کہ جو مومن بندہ یہاں دنیا میں اللہ کی یاد میں آنسو بہائے گا اور اللہ سے ڈرے گا قیامت کے دن کے خوف سے اس کی ہولناکیوں سے محفوظ رہے گا ،جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَقول الله عَزّ وَجَل: وَعِزَّتِي! لَا أَجْمَع عَلَى عَبْدِي خَوْفَيْنِ وَلَا أَجْمَع لَه أَمَنَيْن إِذَا أَمِنَنِي فِي الدُّنْيَا أَخَفْتَه يَوْم الْقِيَامَة وَ إِذَا خَافَنِي فِي الدُّنْيَا أَمَنْتُه يَوْم الْقِيَامَة."

ترجمہ:" اللہ عزوجل فرماتا ہے: میری عزت کی قسم میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا، نہ اس کے لئے دو امن جمع کروں گا۔ جب وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو گا تو قیامت کے دن اسے خوف میں مبتلا کروں گا، اور جب وہ دنیا میں مجھ سے ڈرے گا تو قیامت کے دن اسے امن دوں گا"

(المصدر: سلسلة الاحاديث الصحيحة رقم الحديث:742 خلاصہ حکم الحديث: حسن)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نیک اور نرم دل بنادے اور ہمیں تکبر اور غرور سے دور رکھے اور ہمیں ایسے اعمال کرنے کی توفیق دے جس سے وہ راضی ہو جائے۔ آمین

نوٹ: اگر آپ اس بیان کو ویڈیو کی شکل میں سننا اور دیکھنا چاہتے ہیں تو برائے مہربانی اس لنک پر کلک کریں

https://www.youtube.com/watch?v=N5VJ4IHTdIY part 1

https://youtu.be/Wky0Z5b_W_Q part 2

https://youtu.be/xBZShUlleDI part 3

https://youtu.be/MyIn8ZnAjoc part 4

https://youtu.be/NgwzO8IxVIE part 5

https://youtu.be/dD7lARg8i1I part 6

https://youtu.be/z32nqR_PC6k part 7

شبِ معراج میں کیا ہوا؟

تمہید

اسراء کا مطلب

معراج کا مطلب

قرآنِ مجید میں اسراء کا ذکر

قرآنِ مجید میں معراج کا ذکر

آپ ﷺ کو معراج کتنی مرتبہ نصیب ہوئی؟

اسراء اور معراج کا واقعہ

آپ ﷺ کو معراج کے موقعہ پر تین چیزیں عطا کی گئیں

آپ ﷺ کا معراج کے موقعہ پر قبر کے مناظر دیکھنا

اسراء و معراج کے کچھ اہم پیغامات

غیب کی باتیں نہ ماننے والوں کے عقلی دلائل اور ان کا جواب

تمہید:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو کئی معجزے عطا کئے تھے ان میں سے ایک رات میں آپ ﷺ کو اسراء اور معراج کروانا بھی ہے جس کا ذکر قرآن اور صحیح احادیث میں موجود ہے اور اس پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر لازمی اور ضروری ہے۔

"اسراء" کا مطلب:

اسراء کا مطلب ہے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا رات کے کچھ حصے میں مکہ سے بیت المقدس کو جانا۔

"معراج" کا مطلب:

لفظِ معراج عروج سے نکلا ہے مفعال کے وزن پر جس کے معنی ہیں وہ آلہ جس کے ذریعہ اوپر چڑھا جاتا ہے جس کو ہم سیڑھی کہتے ہیں اور اس کا شرعی مطلب ہے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا رات کے کچھ حصے میں بیت المقدس سے آسمان کی طرف جانا اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرنا۔

قرآن مجید میں اسراء کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاسراء میں اسراء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًامِّنَ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِالْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَاحَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَاۚإِنَّهُ هُوَالسَّمِيعُ الْبَصِيرُ"

ترجمہ: "پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔" (سورۃ الاسراء: 1/17)

قرآن مجید میں معراج کا ذکر:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ النجم میں معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى [5]ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى [6]"وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى (7) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى (8) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى (9) فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى (10) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (11)أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى(12) " وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى [13]عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى "

ترجمہ: "اسے پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے [5] جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا [6] اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا [8] پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم [9] پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی [10] دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے) دیکھا [11] کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں الا نکہ بلاشبہ یقیناً اس نے اسے ایک اور بار اترتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ [13] آخری حد کی بیری کے پاس۔ (سورۃ النجم: 1-15/53)

آپ ﷺ کو معراج کتنی مرتبہ نصیب ہوئی؟:

قرآن و صحیح احادیث کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کو "معراج" ایک مرتبہ کرائی گئی جو حالت بیداری میں روح اور جسم کے ساتھ تھا سورۃ الاسراء میں رب العالمین نے فرمایا (سبحان الذی اسری بعبدہ) عبد کا لفظ جسم اور روح کے مجموعے سے تعبیر ہے اور تمام صحابہ کرام اور سلف صالحین کا یہی موقف تھا۔ احادیث صحیحہ کے مطالعہ سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو جسم اور روح کے ساتھ معراج کی سیر کروائی گئی تھی

اور خواب کی ذریعہ مختلف موقعوں پر جنت اور جہنم کے مناظر دکھائے گئے جس کا ذکر کتب احادیث میں ملتا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح (صحیح بخاری) "کتاب الرؤیا" یعنی "Book of dreams" مین بعض احادیث کو ذکر کیا ہے۔ انبیاء کے خواب سچ ہوتے ہیں اور ان پر یقین کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے

اسراء اور معراج کا واقعہ:

زیر نظر سطور میں قارئین کی خدمت میں واقعہ "اسراء" اور "معراج" کا ایک اجمالی خاکہ رکھنے کی ایک طالب علمانہ سی کوشش ہے، کہ یہ واقعہ اپنے موضوع اور محتویات و جزئیات کے سبب

ایک تفصیلی موضوع ہے، راقم سطور کی کوشش یہ ہوگی کہ اس واقعے کے تذکرے کے ساتھ ساتھ اس سے حاصل ہونے والے اسباق ودروس کا بھی اِشارۃ حسب ضرورت ذکر ہو۔ ان شاء اللہ

جس سال نبی کریم ﷺ کو اسراء اور معراج نصیب ہوئی اسی سال نبی اکرم ﷺ کے چچا کا انتقال ہوا جو کہ نبی اکرم ﷺ کو بہت زیادہ عزیز رکھا کرتے تھے، نیز چچا ابو طالب نے عمر بھر آپ کی ہر طرح سے مدد کی اور دشمنانِ اسلام کے مقابل آپ کے آگے چٹان کی طرح کھڑے رہے۔ ابھی چچا کی وفات کا زخم سوکھا بھی نہیں تھا کہ آپ ﷺ کی پیاری اور چہیتی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ ان دونوں صدموں نے آپ ﷺ کے دل پر بڑا گہرا اثر چھوڑا آپ ﷺ غم میں ڈوب گئے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں محسن اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے تو کفارِ قریش آپ کو بہت ستانے لگے اور آپ ﷺ کو اب ہر چھوٹی تکلیف بھی بڑی لگنے لگی چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو تسلی دینے کے لئے اپنے ہاں بلانے کا انتظام فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں مکۃ المکرمۃ میں آرام کر رہا تھا تو گھر کی چھت پھٹ پڑی، جبرئیل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ چاک کیا، (آج کے دور میں یہ بات سمجھنا مشکل نہیں کیونکہ آج بڑے بڑے دل کے آپریشن بڑی آسانی کے ساتھ ہورہے ہیں)، پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا، ایک سونے کا طشت لائے جو ایمان اور حکمت کی باتوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کو میرے سینے میں رکھ کر اسے جوڑ دیا. پھر جبرئیل براق کے ذریعہ مجھے بیت المقدس لے گئے۔ براق یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور ہے اور اس کی ایک چھلانگ انسان کے نگاہ کی آخری حد تک ہوتی ہے۔ بہرکیف آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کی معیت میں بیت المقدس جاتے ہیں اور جہاں دیگر انبیاء اپنی سواریاں باندھتے

تھے وہیں براق کو بھی باندھ دیتے ہیں، پھر مسجد اقصی میں داخل ہو کر دو رکعت پڑھی اور اسمیں انبیاء کی امامت فرمائی۔ پھر آپ ﷺ کے پاس تین برتن لائے جاتے ہیں ایک میں شراب دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد ہوتا ہے آپ ﷺ دودھ کو پسند فرماتے ہیں اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فطرت پائی آپ نے اور آپ کی امت کی ہدایت نصیب ہوئی اگر آپ شراب کو پسند فرماتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

اس کے بعد آپ کو بیت المقدس سے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، جب وہ پہلے آسمان پر پہنچے تو جبرئیل نے کہا کہ دروازہ کھولو آسمان کے داروغہ نے پوچھا آپ کون ہیں؟(اس سے معلوم ہوا کہ آسمان ک دروازے ہیں اور غیب کا علم فرشتوں کو بھی نہیں ہے) جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں، پھر اس نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں پھر اس نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ کو انہیں لانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں پھر اس کے بعد فرشتے نے مرحبا کہا اور آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور ہم اس میں چڑھ گئے۔

غور کیجئے اس میں کس طرح کا ڈسپلین فالو کیا جا رہا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بھی اور آسمان کے داروغہ نے بھی ڈسپلین discipline کو فالو کیا من مانی نہیں کی۔ اس کائنات میں سوائے انسانوں کے تمام مخلوقات ڈسپلین discipline کو فالو کرتے ہیں ، لیکن انسان اور جنات کو جب تھوڑی آزادی ملتی ہے تو وہ شرارتوں پر اتر آتے ہیں۔

پہلے آسمان پر ایک آدمی سے ملاقات ہوتی ہے آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کے دائیں جانب کئی بڑے خوبصورت چہرے تھے جب وہ انہیں دیکھتے ہیں تو مسکراتے ہیں۔ اور ان کے بائیں جانب کئی

کالے بدصورت تھے۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں ان کے دائیں جانب اہل جنت کی روحیں ہیں اور ان کے بائیں جانب اہلِ جہنم کی روحیں ہیں۔(اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو غیب کا علم نہیں تھا)۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ لوگوں کی جنت اور جہنم پہلے ہی سے طے ہے تو ہم عمل کیوں کریں؟

اس کا جواب وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَأَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْأَرْضَ، فَقَالَ:" مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟ قَالَ:" اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ، فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ، ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى {5} وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى {6} سورة الليل آية 5-6 الْآيَةَ."

ترجمہ:"علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز لی اور اس سے زمین کریدنے لگے اور فرمایا، تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کا جہنم کا ٹھکانا یا جنت کا ٹھکانا لکھا نہ جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تو پھر ہم کیوں اپنی تقدیر پر بھروسہ نہ کر لیں اور نیک عمل کرنا چھوڑ دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک عمل کرو، ہر شخص کو ان اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے جو شخص نیک ہو گا اسے نیکوں کے عمل کی توفیق ملی ہوتی ہے اور جو بدبخت ہوتا ہے اسے بدبختوں کے عمل کی توفیق ملتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت "فأما من أعطى

واتقی * وصدق بالحسنی" آخر تک پڑھی یعنی "سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا، سو ہم اس کے لیے نیک عملوں کو آسان کر دیں گے۔"

(المصدر: صحیح مسلم الراوی: علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ رقم الحدیث:4949)

لہذا ہم تقدیر کا سہارا مصیبتوں میں لیں گے نہ کہ معصیتوں اور عمل سے جی چرانے کے لئے۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کو دوسرے آسمان پر لے جاتے ہیں اور یہاں وہی سوالات وجوابات ہوتے ہیں جو پہلے آسمان پر ہوئے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دروازے کھلواتے ہیں۔ اور یہاں پر نبی اکرم ﷺ کی ملاقات دو خالہ زاد بھائی حضرت یحیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے ہوتی ہے۔ آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کو تیسرے آسمان پر لے جاتے ہیں اور یہاں وہی سوالات وجوابات ہوتے ہیں جو پہلے ہوئے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دروازے کھلواتے ہیں اور یہاں حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی ہے۔ آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کو چوتھے آسمان پر لے جاتے ہیں اور یہاں وہی سوالات وجوابات ہوتے ہیں جو پہلے ہوئے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دروازے کھلواتے ہیں اور یہاں حضرت ادریس علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی ہے آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کو پانچویں آسمان پر لے جاتے ہیں اور یہاں وہی سوالات وجوابات ہوتے ہیں جو پہلے ہوئے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دروازے کھلواتے ہیں اور یہاں حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی ہے۔ آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کو چھٹے آسمان پر لے جاتے ہیں اور یہاں وہی سوالات وجوابات ہوتے ہیں جو پہلے ہوئے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دروازے کھلواتے ہوتے ہیں اور یہاں حضرت موسی علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی ہے آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا مرحبا کہ اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ جب آپ وہاں سے آگے بڑھے تو موسی علیہ السلام رونے لگے جب ان سے وجہ پوچھی گئ تو انہوں نے کہا ایک نوجوان جو میرے بعد مبعوث کیا گیا لیکن میری امت سے زیادہ اس کی امت کے افراد جنت میں داخل ہوں گے
۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کو ساتویں آسمان پر لے جاتے ہیں اور یہاں وہی سوالات وجوابات ہوتے ہیں جو پہلے ہوئے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دروازے کھلواتے ہیں اور یہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی ہے۔ آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا مرحبا کہا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ وہ اپنی پیٹھ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔

بیت المعمور کیا ہے؟:

بیت المعمور اللہ تعالیٰ ایک گھر ہے جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ جس طرح کعبۃ اللہ کے اطراف انسان اور جنات طواف کرتے ہیں اسی طرح روزانہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف

کرتے ہیں۔ جو ایک مرتبہ طواف کرتے ہیں دوبارہ انہیں طواف کرنے کا موقعہ نہیں ملتا ہے۔ جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے سوال کرنے پر کہا:

"هَذَا البَيْتُ المَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ"

ترجمہ: "یہ بیت المعمور ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اگر کوئی ایک مرتبہ اس سے نکل گیا تو دوبارہ اس کی باری نہیں آتی۔"

(الراوی: انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحیح بخاری: 3207)

اللہ تعالی نے سورۃ الطور میں بیت المعمور کی قسم کھائی ہے:

"وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ"

ترجمہ: "قسم ہے آباد گھر کی" (سورۃ الطور: 4/52)

پھر آپ ﷺ کو وہاں سے "سدرۃ المنتھی" تک لے جایا جاتا ہے یعنی بیری کا درخت۔ جس کے پتے ہاتھی کے کان اور پھل مٹکے اور ڈرم کے برابر تھے اور اس پر سونے کے پتنگے بیٹھ کر اللہ کی حمد وثنا بیان کر رہے تھے۔

پھر اس کے بعد تھوڑا آگے بڑھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام رک جاتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ سے کہتے ہیں کہ میری حد یہیں تک تھی آپ آگے بڑھیے آپ ﷺ آگے بڑھتے ہیں (اس سے ہمیں آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کا علم ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر کچھ لوگ من گھڑت اور جھوٹے قصے گھڑ کر کہتے ہیں کہ یہاں پر اللہ تعالی اور نبی کریم ﷺ ایک ہوگئے جو کہ بالکل غلط اور اللہ کے شان میں بہت بڑی گستاخی ہے کیونکہ اگر اللہ اور نبی ﷺ ایک ہوتے تو آپ ﷺ کو اپنے پاس بلانے کی ضرورت ہی نہیں تھی)۔

آپ ﷺ کو معراج کے موقعہ پر تین چیزیں عطا کی گئیں:

معراج کے وقت آپ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں:(1)پہلی چیز: پچاس نمازیں عطا کی۔ (2)دوسر چیزی: سورہ بقرہ کی آخری دو آیات۔ قرآن مجید پورا زمین پر نازل ہوا لیکن یہ دو آیات ایسی ہیں جو زمین پر بھی نازل ہوئیں اور معراج کے وقت بھی دی گئیں۔(3) تیسری چیز: موحد کے لئے مغفرت کی خوشخبری۔

آپ ﷺ یہ تینوں چیزیں لے کر واپس آرہے تھے پھر چھٹے آسمان پر آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے ہوئی تو انھوں نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کو کس چیز کا حکم دیا ؟ آپ نے ساری چیزیں بتائیں اس پر موسی علیہ السلام نے کہا آپ اپنے رب کے پاس جائیے اور اور نمازوں میں تخفیف کروایئے آپ ﷺ اللہ کے دربار میں پہنچے اور نمازوں میں تخفیف کی درخواست کی تو اللہ تعالی نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر آپ ﷺ چالیس نمازیں لے کر موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں اور تخفیف کروانے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ اللہ کے دربار میں پہنچے اور نمازوں میں تخفیف کی درخواست کی تو اللہ نے اور دس نمازیں کم کر دیں۔ یہی سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ پانچ نمازوں تک تخفیف کی گئیں۔ پھر جب آپ موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اور تخفیف کروانے کا مشورہ دیا اور کہا میری امت بنو اسرئیل پر اس سے بھی کم نمازیں فرض کی گئی تھیں لیکن وہ اس کو بھی ادا کرنے سے قاصر رہی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اب مجھے شرم آرہی ہے میں اسی پر راضی ہوں۔ جب آپ ﷺ کچھ آگے بڑھے تو ندا آئی کہ میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا وہ پانچ نمازیں ثواب میں پچاس کے برابر ہیں میرے نزدیک بات نہیں بدلی جاتی۔"

(المصدر: صحیح البخاری، الراوی: انس بن مالک رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: 349/ 1636/ 3207/ 3342/ 3392/ 3430/ 3887/ 4709/ 7517)

نمازوں سے مسلمانوں کی غفلت:

نماز دینِ اسلام کا دوسرا اور اہم رکن ہے لیکن مسلمان اس کے تعلق سے کافی غفلت کا شکار ہیں ۔ مسجدیں نمازیوں کے بغیر ویران ہیں۔ فجر کے وقت سارے مسلمانوں کے گھر قبرستان نما دکھائی دیتے ہیں۔ اور بہت ساری ایسی بھی مساجد ہیں جہاں صرف امام اور موذن ہی فجر کی نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں۔ وہاں کوئی تیسرا موجود نہیں ہوتا ہے۔ ہم مسلمان ظہر کے وقت کام عصر کھیل کود مغرب کا وقت آفس کے کام اور عشاء کا وقت آرام گزار دیتے ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ ہم عیدین کے موقعہ پر اس جگہ کا انتخاب کرتے ہیں جہاں نماز دیر سے ادا کی جاتی ہے۔

بہر کیف نبی اکرم ﷺ نے صبح اپنی قوم والوں کو اسراء اور معراج کی ساری تفصیلات بتایا تو کفار مکہ آپ کا مذاق اڑانے لگے اور تعجب کا اظہار کرنے لگے کچھ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں اس بات کی خبر دی تو انہوں نے کہا اگر آپ ﷺ نے یہ کہا ہے تو وہ سچ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسی تصدیق کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ لقب صدیق پڑا۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ

گل کے لئے گلستان بلبل کے لئے پھول بس صدیق کے لئے اللہ اور اسکا رسول بس

اس کے بعد لوگ آپ کا امتحان لیتے ہیں اور کہتے ہیں بیت المقدس کے اوصاف بتائیں۔ اللہ تعالی بیت المقدس کی تصویر آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور آپ ﷺ بیت المقدس کی ایک ایک چیز بتا دیتے ہیں اس پر کفار کہتے ہیں آپ نے بیت المقدس کے اوصاف کو ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا

اگر کوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہوتا ہے تو دیکھتے ہی فورا" آمنا وصدقنا" کہتا۔ بہر کیف ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح اپنی طاقت صلاحیت علم مال وغیرہ کے ذریعہ اسلام کی نشر واشاعت کی کوشش کریں۔

عذابِ قبر کے مناظر کو دیکھنا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے موقعہ پر جنت اور جہنم کے کئی مناظر دکھائے گئے تھے جیسا کہ صحیح بخاری کی "کتاب الرؤیا" "book of dreams" میں مذکور ہے:

عن سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا» قَالَ: فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُصَّ، وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ: «إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي، وَإِنَّهُمَا قَالاَ لِي انْطَلِقْ، وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ، فَيَتَدَهْدَهُ الحَجَرُ هَا هُنَا، فَيَتْبَعُ الحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ، فَلاَ يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ المَرَّةَ الأُولَى» قَالَ: " قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَانِ؟ " قَالَ: " قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ " قَالَ: " فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ، - قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ أَبُو رَجَاءٍ: فَيَشُقُّ - " قَالَ: «ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الجَانِبِ الآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الأَوَّلِ، فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الجَانِبُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ المَرَّةَ الأُولَى» قَالَ: " قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هَذَانِ؟ " قَالَ: " قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ - قَالَ: فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ - فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ " قَالَ: «فَاطَّلَعْنَا فِيهِ، فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا» قَالَ: " قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَؤُلاَءِ؟ " قَالَ: " قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ " قَالَ: «فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ - حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ [ص:45] يَقُولُ - أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ، وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً، وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ، ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الحِجَارَةَ، فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا» قَالَ: " قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَانِ؟ " قَالَ: " قَالاَ لِي:

انْطَلِقِ انْطَلِقْ " قَالَ: «فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ المَرْآةِ، كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً، وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا» قَالَ: " قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا؟ " قَالَ: " قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ، فِيهَا مِنْ كُلِّ لَوْنِ الرَّبِيعِ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ، لاَ أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا فِي السَّمَاءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ " قَالَ: " قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا مَا هَؤُلاَءِ؟ " قَالَ: " قَالاَ لِي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ " قَالَ: «فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ، لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلاَ أَحْسَنَ» قَالَ: " قَالاَ لِي: ارْقَ فِيهَا " قَالَ: «فَارْتَقَيْنَا فِيهَا، فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَأَتَيْنَا بَابَ المَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ» قَالَ: " قَالاَ لَهُمْ: اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ " قَالَ: «وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ المَحْضُ فِي البَيَاضِ، فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ، فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ» قَالَ: " قَالاَ لِي: هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ " قَالَ: «فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ البَيْضَاءِ» قَالَ: " قَالاَ لِي: هَذَاكَ مَنْزِلُكَ " قَالَ: " قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ، قَالاَ: أَمَّا الآنَ فَلاَ، وَأَنْتَ دَاخِلَهُ " قَالَ: " قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا، فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ " قَالَ: " قَالاَ لِي: أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ، أَمَّا الرَّجُلُ الأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالحَجَرِ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ القُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلاَةِ المَكْتُوبَةِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ، يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ، فَيَكْذِبُ الكَذْبَةَ تَبْلُغُ الآفَاقَ، وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ العُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ، فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الحَجَرَ، فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الرَّجُلُ الكَرِيهُ المَرْآةِ، الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا، فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ [ص:46] الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَّا الوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الفِطْرَةِ " قَالَ: فَقَالَ بَعْضُ المُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَوْلاَدُ المُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَوْلاَدُ المُشْرِكِينَ، وَأَمَّا

الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ قَبِيحًا، فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا، تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ»

ترجمہ:"حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جو باتیں صحابہ کرام سے اکثر کیا کرتے تھے ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ صحابہ سے پوچھتے تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر جو چاہتا اپنا خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح کو فرمایا کہ رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو میں ان کے ساتھ چل دیا۔ پھر ہم ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا اور اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا تو اس کا سر اس سے پھٹ جاتا، پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا، لیکن وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھالاتا اور اس لیٹے ہوئے شخص تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اسی طرح پتھر اس پر مارتا اور وہی صورتیں پیش آتیں جو پہلے پیش آئیں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں سے پوچھا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ فرمایا کہ مجھ سے انہوں نے کہا کہ آگے بڑھو، آگے بڑھو۔ فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا اور یہ اس کے چہرہ کے ایک طرف آتا اور اس کے ایک جبڑے کو گدی تک چیرتا اور اس کی ناک کو گدی تک چیرتا اور اس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا۔ (عوف نے) بیان کیا کہ بعض دفعہ ابو رجاء (راوی حدیث) نے "فیشق" کہا، (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) بیان کیا کہ پھر وہ دوسری جانب جاتا ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ (اس طرح برابر ہو رہا ہے) فرمایا کہ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون

ہے؟انہوں نے کہا کہ آگے چلو، (ابھی کچھ نہ پوچھو) چنانچہ ہم آگے چلے پھر ہم ایک تنور جیسی چیز پر آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ اس میں شور و آواز تھی۔ کہا کہ پھر ہم نے اس میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ میں نے ان سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چلو آگے چلو۔ فرمایا کہ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے کہا کہ وہ خون کی طرح سرخ تھی اور اس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے اور یہ تیرنے والا تیرتا ہوا جب اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے تو یہ اپنا منہ کھول دیتا اور کنارے کا شخص اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا وہ پھر تیرنے لگتا اور پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا اور جب بھی اس کے پاس آتا تو اپنا منہ پھیلا دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ چلو آگے چلو۔ فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے جتنے بدصورت تم نے دیکھے ہوں گے ان میں سب سے زیادہ بدصورت۔ اس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اسے جلا رہا تھا اور اس کے چاروں طرف دوڑتا تھا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا چلو آگے چلو۔ ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اس میں موسم بہار کے سب پھول تھے۔ اس باغ کے درمیان میں بہت لمبا ایک شخص تھا، اتنا لمبا تھا کہ میرے لیے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اس شخص کے چاروں طرف سے بہت سے بچے تھے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے تھے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ میں نے پوچھا یہ کون ہے یہ بچے کون ہیں؟ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو آگے چلو فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے، میں نے اتنا بڑا اور خوبصورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھیئے ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر دکھائی دیا جو اس طرح بنا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک اینٹ چاندی کی۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے اسے کھلوایا۔ وہ ہمارے لیے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے۔ ہم نے اس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی جن کے جسم کا نصف حصہ تو نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا نصف نہایت بدصورت۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ دونوں ساتھیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ ایک نہر سامنے بہہ رہی تھی اس کا پانی انتہائی سفید تھا وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا پہلا عیب جا چکا تھا اور اب وہ نہایت خوبصورت ہو گئے تھے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ ان دونوں نے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی منزل ہے۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ میری نظر اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اوپر نظر آیا فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی منزل ہے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو آپ نہیں جا سکتے لیکن ہاں آپ اس میں ضرور جائیں گے۔ فرمایا کہ میں نے ان سے کہا کہ آج رات میں نے عجیب و غریب چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ چیزیں کیا تھیں جو میں نے دیکھی ہیں۔ فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے کہا ہم آپ کو بتائیں گے۔ پہلا شخص جس کے پاس آپ گئے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا اور وہ شخص جس کے پاس آپ گئے اور جس کا جبڑا گدی تک اور ناک گدی تک اور آنکھ گدی تک چیری جا رہی تھی۔ یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا، جو دنیا میں پھیل جاتی اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے وہ زناکار مرد اور عورتیں تھیں وہ شخص جس کے پاس آپ اس حال میں گئے کہ وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیا جاتا تھا وہ سود کھانے والا ہے اور وہ شخص جو بدصورت ہے اور جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے اور اس کے چاروں طرف چل پھر رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ

مالک نامی ہے اور وہ لمبا شخص جو باغ میں نظر آیا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے چاروں طرف ہیں تو وہ بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) فطرت پر مر گئے ہیں۔ بیان کیا کہ اس پر بعض مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا مشرکین کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مشرکین کے بچے بھی (ان میں داخل ہیں) اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بدصورت تھا تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کئے اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔

(الراوی: سمرة بن جندب المحدث: البخاری المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 7047)

اسراء اور معراج کے کچھ اہم پیغامات:

اسراء اور معراج کے واقعہ سے ہمیں کئی اہم اسباق ملتے ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں

(ا) عذاب جہنم اور عذابِ قبر کو ہمیشہ دلوں میں تازہ رکھنا، (ب) نمازوں کا اہتمام کرنا، (ج) شرک وبدعات اور سیئات سے محفوظ رہنا اور (د) سورة البقرة کے آخری دو آیتوں کی تلاوت کا اہتمام کرنا وغیرہ۔

آپ ﷺ کو اسراء اور معراج کرایا گیا اس میں ذرہ برابر بھی شک کی گنجائش نہیں ہے یہ ہر مومن کا ایمان ویقین ہے لیکن بعض کچھ عقل پرست ایمان بالغیب کی چیزوں کا انکار کرتے ہیں اور اس کے لئے کئی کمزور عقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ میں ان کا تسلی بخش جواب دوں گا۔

غیب کی باتیں نہ ماننے والوں کے عقلی دلائل اور ان کا جواب

پہلی دلیل اور اس کا جواب:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں فرشتے نظر نہیں آتے ہیں تو ہم فرشتوں کو نہیں مانتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والی بہت ساری ایسی چیزیں جو نظر نہیں آتیں پھر بھی انسان انہیں مانتا ہے مثال کے طور پر عقل انسان کو نظر نہیں آتی پھر بھی انسان اس کو مانتا ہے۔ ہوا انسان کو نظر نہیں آتی پھر بھی انسان ہوا کے وجود کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی طرح فرشتوں کا معاملہ ہو یا اسراء و معراج اگر ہمیں کچھ نظر نہ آتا ہو تب بھی ہمیں ماننا ضروری ہے کیونکہ قرآن و حدیث کے اندر اس کا ذکر ہے۔

دوسری دلیل اور اس کا جواب:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو چیز میری سمجھ میں نہیں آتی میں اسے نہیں مانتا ہوں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اتنا ہی سمجھتا ہے جتنی اسکی عقلی صلاحیت ہوتی ہے دنیا میں بہت ساری چیزیں ہیں جو انسان کے سمجھ میں نہیں آتی لیکن پھر بھی انسان انہیں مانتا ہے۔

اسی طرح کچھ سال قبل کوئی نہیں مانتا تھا کہ ایک چھوٹی سی ناخن کے برابر چپ میں ایک بہت بڑی لائبریری آسکتی ہے۔ لیکن آج لوگ اسے تسلیم کرتے ہیں۔ ہر دور میں انسانوں کی سمجھنے کی کپاسٹی الگ الگ ہوتی ہے۔

ان ہی اہم پیغامات کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور آپ سب کو قرآن و حدیث میں گہرائی و گیرائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

نوٹ:-اس خطبے کو ویڈیو میں دیکھنے اور سننے کے لئے برائے مہربانی نیچے دی ہوئی لنک پر جائیں:

https://www.youtube.com/watch?v=XPp3FHh2ciY&index=4&list=PLPrhG3lHJvtuMTFgbD-TnfcVoeeaa8XLg